مشمولات

ہدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ۔ لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام
''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

رابطہ: 25 - جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی - 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون:- 021-7725150 - 092 - اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی - آئی - چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامانِ اوست بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

دامانِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی کا فیضان متعدد صورتوں میں ظاہر ہوا خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو محض ابن قحافہ تھے، کمال عشق نبوی اور آقائے دو جہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں متاع دل و جاں پیش کرنے کی وجہ سے ''صدیق اکبر'' ہوگئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ابن الخطاب تھے ''فاروق اعظم'' ہوگئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ابن عفان تھے ''غنی و ذوالنورین'' ہوگئے۔ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جو صرف ابن ابی طالب تھے ''یداللہ'' اور ''اسداللہ'' ہوگئے۔

یہ سارے نفوس قدسیہ رشک مہر و ماہ تھے مگر سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جذبۂ بے مثال کے نمائندے تھے جہاں رب کی بندگی اور رسول ﷺ کا عشق اس مقام تک انسان کو پہنچا دیتا ہے جس کے بعد صرف منصب نبوت ہی باقی رہ جاتا ہے اور قلب و نظر سے حجابات اس طرح اٹھ جاتے ہیں کہ ہر غیب، ظہور اور ہر علم مشاہدہ بن جاتا ہے اور حق الیقین، عین الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جلال و جمال، گفتار و کردار، نشست و برخواست، سیاست و سیادت، امامت و خلافت، نجابت و شرافت، مجاہدہ و ریاضت، معاہدہ و معاملت، شریعت و طریقت، مؤدت و موالات، تزکیۂ انفاس و روحانیات، غرض ہر معاملہ میں آپ اپنے آقا و مولیٰ سرکار ابد قرار ﷺ کے رخ روشن کا عکس نظر آتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے فضائل و مناقب قرآن و حدیث کی روشنی میں بے شمار ہیں لیکن جمال نبوی سے کمال عشق ہی آپ کی سب سے بڑی خصوصیت ہے بلکہ آپ کے تمام فضائل درحقیقت اسی ایک خصوصیت کی تفسیر ہیں۔ اس والہانہ محبت اور جذبۂ صادق کی بناء پر آقائے کریم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ بھی آپ سے حد درجہ محبت اور آپ پر شفقت فرماتے تھے۔ بلکہ ان کی شان گرامی کو سرکار ابد قرار ﷺ نے تمام شانوں سے ممتاز و ممیز فرما کر اپنے رفیق حبیب کو اپنی ذات کے لئے منتخب و مخصوص فرما لیا۔ یہ عشق مصطفوی کی محویت اور جمال نبوی علی صاحبہا التحیۃ والثناء کی شیفتگی ہی تھی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان کی وہ دولت بخشی تھی جس کے بارے میں ہادیٔ عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''اگر ساری دنیا کے ایمان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں ابو بکر کا ایمان تو وہ پلڑا بھاری ہوگا جس میں صدیق اکبر کا ایمان ہوگا''

یوں تو ہر ایمان والے کا دل عشق رسول کے نور سے منور ہوتا ہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوز و ساز عشق کا بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ ذات نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کو جو محبوبیت عظمیٰ اور بزم کون و مکاں میں اللہ تعالیٰ کے شاھد اکبر ہونے کا جو مقام رفیع حاصل تھا اس کا اظہار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شیفتگی ہی سے ہوتا ہے۔ آپ نے حضور سرور کونین ﷺ کو نقد دل و جاں پیش کر کے دنیا کو یہ بتایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب و شاھد ﷺ سے مخلوق خدا کا عشق کیسا اور کس معیار کا ہونا چاہیے۔ جلوۂ جمال جس شیفتگی اور محویت کا تقاضا کرتا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق اس شیفتگی، گرویدگی اور فدائیت کی اعلیٰ مثال

ہے۔ دراصل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرادِ رسول ہیں، وہ مخلص ہیں اور راہِ اجابت پر ہیں۔

روح البیان کے مصنف نے قرآن کریم کی آیت مبارکہ:

"اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ" (ترجمہ: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے) (کنزالایمان)

کے ضمن ایک حدیث نقل کی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ایک بار فرمایا:

"مجھے تین چیزیں بہت مرغوب ہیں: عورت (بیوی)، خوشبو اور نماز"

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی بصد عجز و نیاز اپنی رغبت اور انفرادی پسند کا اظہار شروع کیا۔ کسی نے نماز، کسی نے شجاعت، کسی نے ذوقِ شہادت، کسی نے طاعت و ریاضت اور کسی نے صیام و قیام کا ذکر کیا، لیکن جب حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے مکمل سوزِ عشق کے ساتھ بہ صد ادب عرض کیا کہ:

فِدَاکَ بِاَبِی وَاُمِّی یا رسول اللّٰہ (ﷺ) "مجھے تو دنیا میں صرف تین چیزیں سب سے زیادہ مرغوب ہیں"

اور جب آقا ﷺ نے پوچھا کہ وہ کیا؟ تو آپ نے عرض کیا کہ

"ایک تو آپ کے رخِ انور کا دیدار، دوسری یہ کہ یہ دنیا ہو یا وہ دنیا، میں آپ کی خدمت عالیہ میں رہوں، اور تیسری یہ کہ آسمان و زمین میرے لئے سونا بن جائیں اور میں آپ پر نثار کردوں"

اس فدائیت، اس جانثاری اور تمنائے رفاقت کا اثر ملاحظہ ہو کہ دربارِ رسالت میں آپ کی یہ آرزوئے رفاقت مقبول ہوئی اور آج بھی محبوبِ خدا اور اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی مجلس پاک اور خدمت عالیہ میں گنبد خضراء کے سائے میں تشریف فرما ہیں اور ان شاء اللہ حشر و نشر اور جنت و رضوان میں بھی ساتھ ہی ہوں گے۔ اس لئے کہ خود رب العالمین نے آپ کو صاحبِ رفیقِ رسول فرمایا ہے:

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ ۹:۴۰) (ترجمہ: جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) (کنزالایمان)

دوسروں کے صحابی ہونے کا انکار نہیں ہے بلکہ اس پر ایمان ہے، لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ وحی الٰہی کی زبان نے اختصاص کے ساتھ ان کو صحابی کہہ کر ان کے عشق اور ذاتِ مصطفوی سے ربط اور عشقِ بے مثال پر مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔

غزوۂ تبوک (۹ھ) کے موقع پر آپ نے اپنے محبوب کریم اور اللہ تعالیٰ کے حبیب لبیب ﷺ کے حکم پر اپنا سارا اثاثہ سرکارِ دوجہاں ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا اور اپنے تن پاک پر صرف ایک کمبل ڈال کر ببول کے کانٹوں سے گریباں کے چاک کو ٹانک لیا، تو آقائے دوجہاں ﷺ نے استفسار فرمایا کہ:

"اے ابوبکر گھر پر کیا چھوڑ آئے؟" آپ نے اپنی زندگی کے سب سے قیمتی سرمائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا۔

صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس!

اور اسی یقین کی بناء پر یہ بشارت ملی تھی کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں کی رفاقت حاصل ہے آیت کریمہ "اَنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" اس پر شاہد عادل ہے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اللہ ہی کی رفاقت ہے۔ علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں مرقوم ہے کہ سارا اثاثہ نذرِ محبوب کرنے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کمبل اوڑھا تھا، اسی لباس میں ملبوس حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور جب سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا:

"جبرئیل آج اس لباس میں کیوں؟" تو انہوں نے عرض کیا کہ "آج آپ کے صحابی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، آپ پر سب کچھ نثار کر کے کمبل اوڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر بھائی کہ اس نے مجھے یہ حکم دیا کہ تم اسی لباس میں خدمت نبوی میں حاضر ہو جاؤ اور میری طرف سے یہ کہو کہ وہ ابوبکر سے پوچھیں کہ میں تو خوش ہوں لیکن سب کچھ نثار کر کے وہ بھی خوش ہیں یا نہیں؟" اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے جب پوچھا تو انہیں نے فدائیت اور صدیقیت کے پورے جذبے سے سرشار ہو کر کہا کہ "یا رسول اللہ کاش کچھ اور بھی ہوتا تو وہ بھی حاضرِ خدمت کرتا، کیا اللہ کی خوشنودی اور آپ کی رضا سے بڑھ کر بھی کوئی دولت ہو سکتی ہے؟ یہ واقعہ الفاظ کے تھوڑے

ردوبدل کے ساتھ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کتاب الشفا میں نقل کیا ہے۔

شب ہجرت اور سفر ہجرت میں غار ثور سے لے کر مدینۃ النبی تک آپ نے جس جاں نثاری اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا ہے وہ طبقات ابن سعد، طبری، نزھت الابرار اور دیگر مستند کتب میں خصوصیت کے ساتھ ملتے ہیں۔ امام وجیہہ الدین نے نزھت الابرار میں سفر ہجرت کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے کہ جب ایک مقام پر آقا و مولیٰ ﷺ نے آپ سے پوچھا کہ:

''اے ابوبکر کیا تم کعبہ سے محبت نہیں کرتے انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ جب بھی کعبہ شریف کی یاد آئی نگاہ اٹھا کر حضور کا رخ انور دیکھ لیا تو سرزمین کعبہ چھوٹنے کا غم جاتا رہا''۔

قارئین کرام! آپ نے عشق مصطفیٰ کا انداز دیکھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفا کوشی دیکھی؟ ان کے کعبۂ قلب و نگاہ کو دیکھا؟ واقعہ یہ ہے کہ ان کا سارا وجود اگر چشم و نظر بن جاتا تو بھی رخ مصطفیٰ کے دیدار سے وہ سیر نہ ہوتے یہی وہ عشق تھا جس نے ان کو ممبر نبوی اور محراب رسول میں نیابت اور خلافت کا شرف بخشا۔ جو عشق رسول میں سب کچھ نثار کرکے دل کی پوری گہرائیوں سے ہر ادا پر قربان ہو کر خود جمال نبوی کا آئینہ بن جاتا ہے یقیناً انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الخلائق ہوتا ہے اور محبوب رسول، محبوب رب رسول، محبوب ملائک اور محبوب خلائق ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک نہیں متعدد مقامات پر آپ کا ذکر آیا ہے۔ اکثر مفسرین کی تحقیق ہے کہ قرآن حکیم کی ۲۱/آیات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسنات بیان کئے گئے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی اور ابن جوزی رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ سورۂ واللیل کی آخری آیت کے بارے میں اجماع ہے کہ وہ آپ کے متعلق ہے۔ جس میں حضرت بلال اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلامی سے آزادی کے لئے آپ نے انفاق و سخاوت سے کام لیکر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی رضا حاصل کی اور خود صدیق کے علاوہ عتیق کے خطاب سرمدی سے بھی سرفراز کئے گئے۔ آیۂ کریمہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۳) میں حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد اکرم سے آپ ہی مراد ہیں۔

صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ آیۂ کریمہ: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (آل عمران:۱۵۹) کے نزول کے بعد سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

''میرے دو وزیر، اھل آسمان میں سے ہیں اور دو اھل زمین میں سے ہیں وہ ہیں ابوبکر و عمر''

علامہ عینی کے علاوہ علامہ ابن حجر اور علامہ سیوطی رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ یوں تو ۳۱۶/احادیث مبارکہ میں آپ کی منقبت ہے لیکن ۱۶/احادیث نبویہ میں خالصۃً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب ہیں۔ وہ مناقب جن سے ذات نبوی سے ان کا قرب و اختصاص، جمال مصطفوی پر ان کی فدائیت، جاں سپاری و جاں نثاری کا ذکر ہے اور صلہ کے طور پر ان کی اکملیت اور افضلیت کی ایسی سند عطا فرمائی گئی جس پر ساری کائنات کے عشاق رسول قیامت تک فخر کرتے رہیں گے۔ ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء میں روایت آئی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

''سوائے نبی کے آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع و غروب نہیں ہوا جو ابوبکر سے زیادہ بزرگ ہو''

بخاری شریف کی ایک حدیث کی بموجب آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال میں اپنے مال کی طرح تصرف فرماتے تھے۔ اس لئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے، لیکن ابوبکر کے احسانات کی جزا قیامت میں اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا''

اور وہ جزا کیا ہوگی ترمذی شریف کی ایک حدیث سے اس کی تفصیل ملتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''اے ابوبکر تم کو اللہ نے سب سے بڑی خوشنودی سے سربلند فرمایا، انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ سب سے بڑی خوشنودی کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مخلوق کے واسطے عام تجلی فرمائے گا، لیکن تمہارے واسطے خاص تجلی''

بس یہی ''خاص تجلی'' آپ کے عشق نبوی کا صلہ ہے جس سے صرف آپ نوازے جائیں گے اور وہ قلب پاک آپ ہی کا ہے جو اس جلوۂ خاص کی تاب لاسکے گا، عشق مصطفیٰ ﷺ نے دل صدیق (رضی اللہ عنہ) کو مظہر نور خدا بنادیا، یہ منبع جود و عطا آقائے دو جہاں ﷺ کا کرم ہے۔

لاکھوں میں انتخاب کے قابل بنادیا ۔ جس دل کو تم نے دیکھ لیا دل بنادیا

صحاح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو حدیث مروی ہے کہ آپ کی ایک نیکی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری نیکیوں کے برابر ہے یہ ایک نیکی وہی ہے جس کو ''عشق مصطفوی'' کہتے ہیں جس کی بدلت آپ نے مدعیانِ نبوت کا ذبہ کو جہنم رسید کیا، فتنہ ارتداد کی آگ بجھائی، مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا، پوری امت کو مصحف پاک کے ایک نسخہ پر متفق کر کے وحدت بے مثال قائم کی اور یہ ثابت کر دیا کہ عشق محبوب کے تصور، محبوب کی سنت و شریعت اور نظام مصطفوی کے سوا کچھ اور گوارا نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوزِ عشق کی قدر و قیمت کا اندازہ اس حدیث شریف سے بھی ہو سکتا ہے جو محب الدین طبری نے اپنی کتاب ''الریاض'' میں نقل کی ہے کہ اللہ کے رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ابوبکر کو تم پر نماز یا روزے کی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے بلکہ ایک باوقار چیز کی وجہ سے ہے جو ان کے سینے میں ہے''

اور وہ باوقار چیز کیا ہے اس کی تفصیل اسی کتاب میں ایک اور حدیث میں یوں بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو وحی بھی مجھ پر نازل ہوئی میں نے اس کو ابوبکر کے سینے میں نچوڑ دیا''

گویا سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب میں وحی الٰہی کا عُصارہ تھا۔ یہ عشق مصطفوی کا نور تھا جس سے ان کا سینہ مطلع انوار بن گیا تھا۔ صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر شعاعِ غیبی کا ظہور لطیفۂ قلبیہ کے طور پر ہوتا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمز شناس نبوت تھے۔ وہ مقام مصطفیٰ کے عارف تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس باذن اللہ تعالیٰ حل المشکلات ہے اور یہ کہ آپ کی ذات گرامی مظہر قدرت الٰہی ہے۔ آپ کا عقیدہ و ایمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ مختار کل بن کر تشریف لائے ہیں آپ جو چاہیں وہی ہوتا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کتب احادیث میں اس سلسلہ میں بہت سے واقعات موجود ہیں۔ اس وقت مسند احمد کی ایک حدیث شریف پیش کی جا رہی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اس عقیدہ کی شاہد ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے ایک لاکھ افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا''

یہ ارشاد سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک زدنا'' (یعنی: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے اور اضافہ فرمایئے) پھر آپ نے اپنے دست مبارک کی لپ بنا کر فرمایا **ھکذا** (اے صدیق اور اتنے) اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی **یا رسول اللہ زدنا**، اس پر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر صدیق اب رہنے بھی دیں کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے) ایک لپ میں ساری دنیا کو جنت میں داخل کر دے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا (اے ابوبکر) عمر نے سچ کہا۔

غور طلب بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس امت کے سب سے بڑے موحد تھے، یہ نہیں فرمایا کہ ''اللہ تو اور اضافہ فرما'' بلکہ اپنے آقائے کریم سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری رعایت سے اور زیادہ اضافہ فرمائیں کیونکہ ان کا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کا یہی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کرنا اللہ ہی کا کرنا ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ جو چاہیں گے وہ ہو جائے گا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو اس سوال پر ٹوکا یا اس سے منع نہیں فرمایا۔ اب جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو ان کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ''تحریک تحفظ ناموس صحابہ'' سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

اس گرمیِ عشق نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب کو وہ حرارت و روشنی عطا فرمائی کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے آپ کو اپنی سمع و بصر سے تعبیر کیا۔ یہ رفاقت اور صدیقیت کبریٰ سے بلند تر مقام ہے۔ جس کو اصطلاح تصوف میں ''برزخیت'' کہتے ہیں۔ اسی سوزِ عشق کے ضمن میں ان کی اس ممتاز خصوصیت کا ذکر بھی مناسب ہوگا کہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک صفت ''اوّاہ'' بیان کی گئی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صفت کے مظہر اتم تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ رات کو ان کی گلی سے اگر گزرتا ہوں تو ان کے صدر پر جوش سے آہ و فغان کی آواز آتی ہے اور باہر تک سنائی دیتی ہے۔ اس کی برکت سے انہیں آج بھی رفاقت نبوی کا شرف حاصل ہے، حوض کوثر پر بھی ہوگا اور فردوس بریں میں بھی!

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ　　عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل　　ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام

امام احمد رضا کانفرنس کراچی 2001ء

زیر اہتمام

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

روئداد —— اقبال احمد اختر القادری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے علمی کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں، وہ علم و فن کے امام تھے، صاحب بصیرت تھے، ماضی ان کے پیش نظر تھا اور وہ اپنے زمانے سے بہت آگے دیکھتے تھے وہ ہر شعبہ زندگی میں مسلمانوں کی ترقی کے خواہاں تھے۔ انہوں نے ہر سمت میں مسلمانوں کی رہبری کا فریضہ انجام دیا وہ ایک سچے رہنما تھے ان کے سینے میں قرآن و سنت کے علوم کا سمندر مجزن تھا جس سے ہر دور کے صاحبان علم و فن نے اپنی اپنی ضرورت کے مطابق پیاس بجھائی، شریعت و طریقت سے لیکر سیاست و معیشت اور اصلاح معاشرہ تک زندگی کا کوئی رخ ایسا نہیں جس میں انہوں نے مسلمانوں کی رہبری و رہنمائی کا فریضہ انجام نہ دیا ہو اور میں یہ بات کہنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتا کہ اگر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی نہ ہوتی تو آج برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی علیحدہ مملکت پاکستان کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوتا، ان خیالات کا اظہار سابق سینیٹر اور ممتاز سماجی رہنما سید قمر الزمان شاہ (صدر، سندھ چیمبر آف ایگری کلچر، حیدر آباد) نے ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے زیر اہتمام کراچی کے فائیو اسٹار ہوٹل میں ہونے والی ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۱ء'' سے بحیثیت صدر محفل خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر صدر آزاد کشمیر سردار محمد ابراہیم خان، وفاقی وزیر داخلہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر، ممتاز سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، وفاقی شرعی عدالت کے سینئر جج جسٹس ڈاکٹر فدا محمد خان، گورنر پنجاب محمد صفدر، ڈائریکٹر جنرل اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ڈاکٹر غلام مرتضیٰ آزاد، ریکٹر بحریا یونیورسٹی وائس ایڈمرل مسعود مظہر بیابانی اور نبیرۂ اعلیٰحضرت مولانا سبحان رضا خاں نے ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۱ء

> **امام احمد رضا کی تعلیمات ملّی یکجہتی کا ذریعہ ہیں، وہ سائنس سے بھی آشنا تھے،** ڈاکٹر عبدالقدیر خان

> **فاضل بریلوی نے برصغیر میں عشق رسول کی شمع روشن کی،** جسٹس ڈاکٹر فدا محمد

اعلیٰ حضرت علوم و معارف کے سمندر تھے، تشنگانِ علم و ادب اس سے سیرابی حاصل کریں، گورنر پنجاب

کراچی'' کے نام پیغامات ارسال فرمائے ، چنانچہ ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے اپنے پیغام میں کہا کہ امام احمد رضا کی تعلیمات ملی یکجہتی کا ذریعہ ہیں وہ سائنسی علوم سے بھی آشنا تھے

کے ریسرچ اسکالر پروفیسر مجیب احمد نے جامعہ رضویہ منظر اسلام کی خدمت افتاء کے حوالے سے تحقیقی مقالہ پیش کیا جس میں امام احمد رضا سے لیکر عہد حاضر تک کے فارغین منظر اسلام کے فتاویٰ کا

مولانا احمد رضا کا ترجمہ قرآن نہایت فصیح و بلیغ ہے، ڈائریکٹر جنرل اسلامی نظریاتی کونسل

---جسٹس ڈاکٹر فداء محمد نے کہا کہ فاضل بریلوی نے برصغیر میں عشق رسول کی شمع روشن کی جس کی روشنی آج ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ہم تک پہنچا رہا ہے---گورنر پنجاب نے کہا کہ اعلیحضرت علوم و معارف کے سمندر تھے تشنگانِ علم و ادب اس سے سیرابی حاصل کریں---ڈاکٹر غلام مرتضیٰ آزاد نے کہا کہ مولانا احمد رضا کا ترجمہ قرآن نہایت فصیح و بلیغ ہے، ان کی یاد میں کانفرنس کے انعقاد پر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں--- مولانا سبحان رضا خاں نے کہا کہ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے جشن صد سالہ کے حوالے سے ''امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۱ء'' کا

جائزہ پیش کیا--- ڈاکٹر جلال الدین نوری، صدر شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی جو کہ علالت کے سبب کانفرنس میں تشریف نہ لا سکے، نے ''فضلائے منظر اسلام'' کے عنوان سے اپنا مقالہ کانفرنس میں پڑھنے کیلئے ارسال فرمایا---ممتاز عالم دین اور جماعت اہل سنت کراچی کے امیر علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے اپنے خطاب کہا کہ آج برصغیر پاک و ہند ہی نہیں دنیا کے کونے کونے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روشن کیئے ہوئے چراغ عشق رسول ﷺ کی کرنیں عالم اسلام کے دلوں کو منور کر رہی ہیں، ان کا قصیدۂ سلامیہ ہر مومن کے دل کی

امام احمد رضا نہ ہوتے تو پاکستان کا حصول ناممکن تھا، قمر الزمان شاہ

انعقاد اور یادگاری مجلّہ کے اشاعت پر میں مبارک باد پیش کرتا ہوں--- کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا، نظامت کے فرائض پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ادا کیئے۔ عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ ازہر کے فاضل مولانا سید علیم الدین شاہ ازہری نے امام احمد رضا کے قائم کردہ دارالعلوم منظر اسلام کی برصغیر میں علمی خدمات کے حوالے سے مقالہ پیش کیا--- قائد اعظم انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

دھڑکن بن چکا ہے ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' فاضل بریلوی کے مشن عشق رسول ﷺ کو جس احسن انداز سے دنیا میں پھلا رہا ہے وہ قابل مبارک باد ہے--- صاجزادہ سید وجاھت رسول قادری جو کہ ادارہ کے مرکزی صدر ہیں نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے زیرنگرانی بین الاقوامی سطح پر ہونے والے تحقیقی اور تصنیفی کاموں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا اور ادارہ کی بیس سالہ کارکردگی کا ذکر کرتے

ہوئے کہا کہ ہم لاکھوں کی تعداد میں اردو، سندھی، پشتو، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں کتب شائع کر کے دنیا بھر میں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے۔اس عظیم محسن علم اور عاشق رسول کی یاد میں پروگرام منعقد کرنا اور ان کی گرانقدر علمی تصانیف کو عام

فاضل بریلوی اسلامی فکر کے داعی، مبلغ اسلام اور برصغیر کی علمی میراث کے امین تھے، ان کے تعلیمی افکار ونظریات سے تعلیمی میدان میں انقلاب برپا ہوسکتا ہے، پروفیسر انوار احمد زئی

تقسیم کر چکے ہیں، ادارہ کے زیر اہتمام ہونے والی ''امام احمد رضا کانفرنس'' کا دائرہ کراچی کے بعد اسلام آباد، لاہور اور پھر کرنا بڑا اشرف ہے جو کہ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' کے حصے میں آیا اس عظیم انعام خداوندی پر میں ادارہ کے تمام

دارالعلوم منظر اسلام اعلیٰ حضرت کی علمی یادگار ہے، پروفیسر مجیب احمد

مصر تک پہنچ چکا ہے عنقریب بغداد، ناروے اور امریکہ میں بھی امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوں گی۔امسال کی کانفرنس امام احمد رضا کے قائم کردہ دارالعلوم، جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کے صد سالہ جشن تاسیس کے حوالے سے منعقد کی گئی ہے اس موقع پر ''ماہنامہ معارف رضا کراچی'' کا ایک ضخیم خصوصی شمارہ بھی منظر اسلام کے حوالے سے شائع کیا گیا ہے جبکہ سالانہ مجلّہ اور دیگر کتب کی اشاعت اپنی جگہ ہے ---کانفرنس کے مہمان خصوصی، ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ، پروفیسر انوار احمد زئی نے اپنے خطاب میں کہا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جیسی صاحب علم اور علم پرور ہستیاں صدیوں میں جنم لیتی ہیں ان کے تعلیمی افکار ہر دور کے ماہرین تعلیم کیلئے راہنما اصول فراہم کرتے ہیں فاضل بریلوی اسلامی فکر کے داعی مبلغ اسلام اور برصغیر کی علمی میراث کے امین تھے ان کے تعلیمی افکار ونظریات سے استفادہ کرتے ہوئے آج بھی تعلیمی میدان میں

عہدیداران و کارکنان کو مبارک باد اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں---کانفرنس کے تمام شرکاء میں ادارہ کی طرف سے شائع کردہ ''مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۱ء'' اور دیگر کتب تقسیم کی گئیں۔جبکہ اختتام سے قبل امام احمد رضا کا تحریر کردہ نعتیہ سلام۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

پڑھا گیا جبکہ ملک پاکستان کی سلامتی، ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور عالم اسلام کی ترقی وتحفظ اور سلامتی کی دعائے خیر پر اس علمی وروحانی فکری محفل کا اختتام ہوا۔

☆☆☆

عنقریب بغداد، ناروے اور امریکہ میں بھی ''امام احمد رضا کانفرنس'' منعقد ہوں گی، وجاہت رسول قادری

حدائق بخشش میں محاوروں کا استعمال

ڈاکٹر صابر سنبھلی*

(قسط اول)

محاوروں کی کئی تعریفیں بیان کی گئی ہیں لیکن، سب سے جامع تعریف ڈاکٹر سیفی پریمی نے دی ہے لکھتے ہیں

''دو لفظوں یا اس سے زیادہ لفظوں کا وہ مجموعہ ہے جو مصدر سے مل کر اور اپنے حقیقی معنی سے ہٹ کر مجازی معنی میں بولا جاتا ہے۔

(ہمارے محاورے، پانچواں ایڈیشن، ناشر مکتبہ پیام تعلیم کی۔ص ۲)''

محاورے کلام میں زور اور اثر پیدا کرتے ہیں بشرطیکہ ان کو چابکدستی کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ''حدائق بخشش'' میں بڑی تعداد میں محاوروں کا استعمال کیا ہے اور پوری فنکارانہ چابکدستی کے ساتھ۔ کہیں کہیں ایک شعر میں ایک سے زیادہ محاورے بھی استعمال کیئے ہیں۔ بعض جگہ تو محاورہ شعر میں جان ڈال دیتا ہے اور سامع اور قاری پھڑک اٹھتا ہے تو بعض جگہ اس استادی اور قادر الکلامی سے واسطہ پڑتا ہے کہ محاورہ استعمال بھی کیا ہے اور پھر بھی اس کی تضعیات کے حقیقی معنی مراد لئے گئے ہیں۔ یہ کام بڑے بڑے اساتذہ سے ہی ممکن ہے۔

یہاں ''حدائق بخشش'' میں مشتمل محاوروں کی ایک فہرست حروف تہجی کے لحاظ سے پیش کی جارہی ہے۔ محاوروں کے معنی بھی درج کئے گئے ہیں خاص طور سے وہ معنی جو شاعر سے مقصود ہیں۔ وہ اشعار بھی درج کئے جارہے ہیں جن میں متعلقہ محاورہ استعمال ہوا ہے۔ واضح ہو کہ ''حدائق بخشش'' میں ضرب الامثال کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔ جو چند ضرب الامثال استعمال ہوئی ہیں ان کو آخر میں درج کر دیا جائے گا۔

محاورات

(الف ممدودہ)

آپ میں آنا: (حواس درست ہونا، ہوش میں آنا، ہوشیار ہونا، سنبھلنا، دم لینا)

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو

آنکھ سے کاجل چرانا: (نہایت صفائی سے چوری کر لینا)

آنکھ کا کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

آنکھ میں کھٹکنا: (بہت برا معلوم ہونا، ناگوار ہونا)

دیکھا تھا خواب خار حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیال گل

آنکھ نہ اٹھنا: (شرمندہ ہونا، نادم ہونا)

آنکھ تو اٹھی نہیں دیں کیا جواب
ہم پہ بے پرسش ہی رحمت کیجئے

آنکھوں تلے اندھیرا آنا: (کچھ نظر نہ آنا، بڑا صدمہ ہونا، غش ہونا)

* ریڈر و صدر شعبۂ اردو، ایم۔ ایچ کالج مراد آباد، انڈیا)

چھایا آنکھوں تلے اندھیرا
اے شمع جمال مصطفائی

آنکھوں سے دریا بہانا: (بہت زیادہ رونا)

دل نکل جانے کی جا ہے، آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے

آنکھوں میں آنا: (بہت عزت پانا)

ان کے حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں، سر پہ رہیں، دل میں گھر کریں

آنکھوں میں حلقے پڑنا: (کسی صدمے یا لاغری کے باعث آنکھوں کا اندر دھنس جانا)

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

آنکھیں بچھنا: (خاطر و مدارات ہونا)

غبار بن کے نثا جائیں، کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل، حوریوں کی آنکھیں، فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

آنکھیں/آنکھ بہنا: (شدت سے رونا، خون کے آنسو بہانا)

یہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر
کہ نہیں تار نظر جز دو سہ تار دامن

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسّم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

آنکھیں پھرنا: (بے مروتی کرنا، موت کی علامت ظاہر ہونا)

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہونا: (تسلی و تشفی ہونا، جی خوش ہونا، اطمینان حاصل ہونا)

آنکھیں ٹھنڈی ہو، جگر تازے ہوں، جانیں سیراب
سچے سورج وہ دلآرا ہے اجالا تیرا

آنکھیں تلووں سے ملنا: (تعظیم کرنا، عزت دینا)

سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

آنکھیں قدموں سے ملنا: (بہت تعظیم کرنا)

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ، گری تھی سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا، وہ گرد قربان ہو رہے تھے

(الف مقصورہ)

اختر شماری کرنا: (رات میں تارے گننا یعنی بے چینی سے رات گزارنا)

اشک شب بھر انتظار عفو امّت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

ارمان نکالنا: (دل کی حسرت پوری کرنا)

ملتزم سے تو گلے لگ کے نکالے ارماں
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

الٹے پاؤں پلٹنا/الٹے قدم پھرنا: (فوراً واپس ہو جانا)

تیری مرضی پا گیا، سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی، مہر کا کلیجہ چر گیا

سورج الٹے پاؤں پلٹے، چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

الٹی چھری سے حلال کرنا: (بڑا ستم کرنا، بڑی ایذا دے کر مارنا)

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

اوچھا ہاتھ پڑنا: (وار کرنے میں چوک جانا، بھرپور وار نہ ہونا)

کوہِ سر مکھ ہو تو اک وار میں دو پر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

اوس پڑنا: (بے رونق ہونا، پژمردہ ہونا)

اوس مہر حشر پر پڑجائے پیاسو تو سہی
اس گل خنداں کا رونا گریۂ شبنم نہیں

ایڑیاں رگڑ کر مر جانا:

(بہت تکلیف اور مصیبت اٹھا کر مرنا، حسرت سے مرجانا)

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرادے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مرگئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

(ب)

بات بڑھانا: (بحث کو طول دینا)

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

بات پوچھنا: (خبر لینا، تواضع کرنا، وقت دینا، کچھ سمجھنا)

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

باج لینا: (خراج حاصل کرنا، حکومت کرنا)

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

بجلی گرانا: (جلادینا، خاکستر کردینا)

لووہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے

بخار نکلنا: (بوجھ ہلکا ہونا، تسلی ہونا، مطمئن ہوجانا)

اشک برساؤں چلے کوچہ جاناں سے نسیم
یا خدا جلد کہیں نکلے بخار دامن

بخت جاگنا: (تقدیر کا بن جانا، قسمت کا سنور جانا، اچھے دن آنا)

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا ، چمکا ستارہ نور کا

بلا/ بلائیں ٹوٹنا: (مصیبت/مصیبتوں میں گرفتار ہونا)

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے، صدمہ کیا ہے
ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر ، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پرارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

بلا میں پڑنا: (مصیبت میں پھنسنا، بے وجہ کی زحمت اٹھانا)

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارہ نان نہیں

بن آنا: (قسمت کھل جانا، حسب مراد ہونا)

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

بنوں کی خاک لے ڈالنا:

(جنگل جنگل آوارہ پھرنا، جنگلوں میں خاک اڑاتے رہنا)

بہکا ہے کہاں مجنوں، لے ڈالی بنوں کی خاک
دم بھر نہ کیا خیمہ لیلٰی نے پرے دل سے

بول بالا ہونا: (بات اونچی ہونا، مرتبہ بلند ہونا، اقبال بلند ہونا)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

بے دام کا بندہ ہونا: (خانہ زاد غلام ہونا، ایسا غلام ہونا جو آزادی نہ چاہے، غلام جو خریدا نہ ہو)

تیرے بے دام کے بندے ہیں رئیسانِ عجم
تیرے بے دام کے بندی ہیں ہزارانِ عرب

بیڑا پار ہونا: (مشکل آسان ہونا، مصیبت سے چھٹکارا پانا، مراد کو پہنچنا، کامیاب ہونا)

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے میں نجی اللہ کا بجرا تر گیا

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(پ)

پانی پھرنا: (معدوم ہو جانا، ضائع ہونا، اکارت ہونا)

بندھ چلی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا، آتش پہ پانی پھر گیا

پاؤں اٹھائے نہ اٹھنا: (خواہش کے باوجود کچھ نہ کر پانا)

شوق رو کے نہ رکے پاؤں اٹھائے نہ اٹھے
کیسی مشکل میں ہے اللہ تمنائی دوست

پتھر سے قسمت پھوڑنا: (از خود بدقسمتی کو دعوت دینا)

ہائے اس پتھر سے اس سینے کی قسمت پھوڑیے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

پلہ ہلکا ہونا: (کمزور پڑنا، بے وقار ہونا)

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

پنجہ پھیر دینا: (مغلوب کرنا، غالب آنا)

پھیرد یجئے پنجہ دیو لعیں
مصطفےٰ کے بل پہ طاقت کیجئے

پھولنا پھلنا: (با اقبال اور دولت بند ہونا، سرسبز و شاداب ہونا، صاحب دولت اور صاحب اولاد ہونا)

فصل گل لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
پھولتے پھلتے ہیں بے فصل گلستان عرب

پیاس سے زبانیں باہر آنا: (پیاس کی شدت سے بے حال ہونا)

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود عطا کا ساتھ ہو

(ت)

تلووں سے آنکھیں ملنا: (دیکھئے آنکھیں تلووں سے ملنا)

توتا اڑ جانا: (حواس باختہ ہو جانا، ہاتھ سے نکلا جانا)

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا توتا تیرا

(ٹ)

ٹکڑوں پہ پلنا: (سہارے پر رہنا، پرورش پانا محتاج ہونا)

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر میں نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

ٹکسال باہر ہونا: (غیر معتبر، غیر مستند، غیر مروج، متروک)

طلائے مہر ہے ٹکسال باہر
کہ خارج مرکز حامل ہے یا غوث

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آ گئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

ٹوپی تھام کے دیکھنا: (بہت اونچائی پر نظر کرنا)

کر چکیں رفت کعبہ پہ نظر پروازیں
ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو

ٹوپی خاک پر ہونا: (تعظیم دینا، خود کو حقیر ترین خیال کرنا)

سب کروّ فرسلام کو حاضر ہیں السلام
ٹوپی یہیں تو خاک پر ہر کروّ فر کی ہے

ٹھوکریں کھانا: (صدمہ اٹھانا، الجھ کر گر پڑنا، نقصان اٹھانا، دھتکارا جانا، خراب حال پھرنا)

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑرہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(ج)

جالوں پہ جال پڑنا: (بری طرح پھنس جانا، رہائی کی صورت نظر نہ آنا، سخت قید و بند کا اسیر ہونا)

جالوں پہ جال پڑگئے للہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

جان پھیر دینا: (مرتے کو بچالینا، مردے کو زندہ کر دینا)

تم نے تو لاکھوں کی جانیں پھیر دیں
ایسا کتنا رکھتے ہیں آزاد ہم

ہاں تونے ان کو جان، انہیں پھیر دی نماز
پردہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

جگر میں چبھنا:

(بہت پسند آنا، بہت محبوب ہونا، دل سے جدا نہ ہونا)

کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے
چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

جل کر خاک ہونا:

(حسد کے مارے قریب المرگ ہوجانا یا مرجانا)

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے

جواب دینا: (بلکل انکار کر دینا)

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

(چ)

چار چاند لگانا: (مرتبہ اور عزت بڑھانا، چوگنی زینت بخشنا)

عکسی سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑگیا سیم و زرِ گردوں پہ سکہ نور کا

چاندنی چھٹکنا:

(چاند کی روشنی کا پھیلنا/مجازاً کنایہ ہے کسی کے علم وفضل کا شہرہ ہونا)

چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی
آؤ دیکھیں سیر طور و نار ہم

(باقی آئندہ)

امام احمد رضا اور ضلع بستی کے سنی مستفتی

ڈاکٹر سراج احمد قادری، ایم.اے، پی.ایچ.ڈی

انسان جس وطن میں رہتا ہے اس کی ایک ایک گلی، کوچہ، قریہ، قصبہ، تحصیل، ضلع سے لگاؤ ہوتا ہے، پیار ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے۔ وطن کا ایک ایک ذرہ اس کی نظر میں مہر تاباں و مہر کامل کا درجہ رکھتا ہے۔ حب الوطنی کا یہ جذبہ دیار غیر میں جا کر اور شدید ہو جاتا ہے۔ جو لوگ ملک اور وطن سے دور بہت دور رہتے ہیں جب ان کا کوئی ہم وطن ان سے ملتا ہے تو ان کی آپس کی محبتیں لائق دید ہوتی ہیں۔ ان کی آنکھوں میں محبت کا جذبہ قابل ملاحظہ ہوتا ہے ان کی ہر ہر ادا چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے سے ایسا لگتا ہے کہ پوری دنیا محبت کا پیکر بن چکی ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر زندگی میں کچھ ہے تو محبت ہی اور اگر محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

جب بھی میں کسی مجلس یا محفل میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت، ان کی فقہی بصیرت کا چرچا سنتا یا کسی کتاب میں پڑھتا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی فقہی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ اکناف عالم سے لوگ استفتیٰ طلب کر کے، سوال بھیج کر اپنی علمی پیاس کو بجھاتے تھے جیسا کہ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

> ''مولانا احمد رضا بریلوی فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت کی وجہ سے صرف ایک پاکستان و ہندوستان بلکہ چین، امریکہ، افریقہ، اور ممالک عربیہ کے مرجع تھے ان کے دارالافتاء میں ایک ایک وقت میں چار چار اور پانچ پانچ سو استفتے جمع ہو جایا کرتے تھے ان کے زمانے میں شاید ہی کوئی ایسا دارالافتاء موجود رہا ہو جہاں اس کثرت سے استفتے آتے ہوں''

(حیات مولانا احمد رضا بریلوی ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ﷺ ص ۱۱۲)

ایک زمانے سے میرے دل میں رہ رہ کر یہ ہوک اٹھتی تھی کہ کیا میرے وطن، میرے ضلع، ضلع بستی سے کبھی کسی نے امام احمد رضا فاضل بریلوی سے استفتاء طلب کر کے اپنی علمی پیاس بجھایا ہے۔ چونکہ ایک عرصہ تک میرے پاس امام احمد رضا فاضل بریلوی کے فتاویٰ کا مجموعہ ''فتاویٰ رضویہ'' نہیں تھا جس کی وجہ سے اپنے جذبات کو مسوس کر دل ہی میں دبا لیتا تھا، حسن اتفاق کہ ایک بار میرے عزیز دوست حضرت مولانا عبدالجبار خاں قادری صدر مدرس دارالعلوم بزم برکات و خطیب و امام قرطبہ مسجد جوگیشوری ممبئ میرے آفس تشریف لائے دوران گفتگو میں نے ان سے التماس کیا کہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ رضویہ'' پر کچھ کام کرنا چاہتا ہوں مگر میرے پاس ''فتاویٰ رضویہ'' ہے نہیں اس لئے دل کی بات دل ہی میں رہ جاتی ہے۔ اگر آپ کسی طرح مرحمت فرما دیں تو ہو سکتا ہے کہ میں اپنے مقصود کو

پائے تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں ۔ میرے اس التماس پر انہوں نے مجھے اعتماد دلایا کہ میں ممبئی پہنچ کر کوئی راستہ ضرور نکال لوں گا اور پھر وہ ممبئی پہنچ کر مخیر ؔ قوم جناب محمد داؤد عبداللہ اشرفی ناگوری صاحب سے ملے اور ان کی توجہ اس طرف دلائی تو فوراً انہوں نے فتاویٰ رضویہ کا ایک سیٹ مجھے مرحمت فرمادیا۔ میں نے فوراً اپنی جستجو کے اعتبار سے ''فتاویٰ رضویہ'' پر کام کرنا شروع کردیا۔ جب میں فتاویٰ رضویہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس کی تیسری جلد میں پہنچا تو مجھے ایک استفتاء ضلع بستی کا بھی نظر آیا جسے دیکھ کر میری آنکھیں روشن ہو اٹھیں اور پھر اسی تجسس میں آگے بڑھتا رہا حتیٰ کہ فتاویٰ رضویہ کی پانچویں جلد میں مجھے ضلع بستی کے تین استفتے نظر آئے کل ملا کر امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ رضویہ'' میں چار فتوے ضلع بستی کے طلب کردہ ہیں ۔ یہ طلب کردہ فتاوے اس وقت ضلع بستی سے طلب کئے گئے تھے جب کہ بستی، سدھارتھ نگر، کبیر نگر ایک ہی میں تھے۔

میں نے جہاں اپنے وطن کے مستفتیان کو ڈھونڈ نکالا ہے اور ان پر یہ مقالہ قلم بند کر رہا ہوں وہیں میں نے بیرون ممالک کے مستفتیان مثلاً افریقہ، پرتگال، عراق، سری لنکا، افغانستان، برما، پاکستان، بنگلہ دیش پر بھی کام شروع کردیا ہے اور ان کی ایک فہرست مرتب کرڈالی ہے اور عنقریب ہی ایک مبسوط مقالہ امام احمد رضا کے بیرون ممالک کے مستفتیان کے عنوان سے قلم بند کرنے والا ہوں ۔ میری ان تمام تر کاوشات کا ثمر میرے عزیز دوست حضرت علامہ عبدالجبار خاں قادری صدر مدرس دارالعلوم بزم برکات وخطیب وامام قرطبہ مسجد جوگیشوری ممبئی اور مخیر ؔ قوم جناب محمد داؤد عبداللہ اشرفی ناگوری کے نام ہے۔ اگر انہوں نے مجھے ''فتاویٰ رضویہ'' مرحمت نہ فرمایا ہوتا تو میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر یہ کام نہ کرپاتا۔ جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ اب ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رضویہ سے ضلع بستی کے استفتے:

مسئلہ: از چاند پارہ ڈاک خانہ شہرت گنج ضلع بستی۔ مسئولہ محمد یار علی نائب مدرس ٹریننگ اسکول، ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر امام کو مقتدی کے صف کے آگے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے تو امام صف مقتدی میں کس صورت سے کھڑے ہو آیا امام مقتدی سے کچھ امتیاز کے واسطے آگے کھڑا ہو یا مقتدی امام کی دونوں جانب یعنی دہنی بائیں امام کے پیر کے برابر کھڑے ہوں۔ بینوا توجروا۔

جواب: جب صرف ایک مقتدی ہو تو سنت یہی ہے کہ وہ امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو مگر اس کا لحاظ فرض ہے کہ قیام قعود رکوع سجود کی حالت میں اس کے پاس پاؤں کا گٹا امام کے گٹے سے آگے نہ بڑھے اسی احتیاط کے لئے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنا پنجہ امام کی ایڑی کے برابر رکھے اور اگر دو مقتدی ہوں تو اگرچہ سنت یہی ہے کہ پیچھے کھڑے ہوں پھر بھی اگر امام کے داہنے بائیں برابر کھڑے ہو جائیں گے حرج نہیں مگر دو سے زیادہ مقتدیوں کا امام کے برابر کھڑا ہونا یا امام کا صف سے کچھ آگے بڑھا ہونا کہ صف کی قطر جگہ نہ چھوٹے یہ ناجائز وگناہ ہے۔ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ اگر مقتدیوں کی کثرت اور جگہ کی قلت ہے باہم صفوں میں فاصلہ کم چھوڑیں پچھلی صف اگلی صف کی پشت پر سجدہ کرے اور امام کے لئے جگہ بقدر ضرورت پوری چھوڑیں اور اگر اب بھی امام کو جگہ ملنا ممکن نہ ہو نہ ان میں کچھ لوگ دوسری جگہ نماز کو نہ جاسکیں مثلاً معاذ اللہ کسی ایسی کوٹھری میں

محبوس ہیں جس کا عرض جانب قبلہ گز سوا گز ہے تو یہ صورت مجبوری محض ہے اس میں قواعد شرع سے ظاہر یہ ہے کہ جماعت کریں امام بیچ میں کھڑا ہو پھر تنہا تنہا اس کا اعادہ کریں جماعت اقامت شعار کے لئے اور اعادہ رفع خلل کے واسطے۔ درمختار میں ہے کہ:

کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعاد تھا. اسی میں ھے لو توسط اثنین کرۃ تنزیھا و تحریما لو اکثر اھ ولا یقال الجماعۃ واجبۃ بل قیل سنۃ موکدۃ و کراھۃ التحریم فی جانب النھی کالو جوب فی جانب الامر والا جتناب عن المناھی اھم من اتیان الاوامر فی الحدیث لترک ذرۃ ممانھی اللہ خیر من عبادہ الثقلین لانقول اقامۃ الشعار اھم من کل شئی حتیٰ ابا حوالختان ولیس الاسنۃ صریح المحرمات من النظرو المس فی الھندیہ عن العتابیہ فی ختان الکبیر اذ امکن ان یختتن نفسہ والالم یفعل الان یمکنہ ان یتزوج اور یشتری ختانۃ فتختینہ ذکر الکبرخی فی الجامع الصغیر ویختنہ الحمامی اقول ویویدہ ماعن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم انھم کانو الایختنون اولادھم الابعد البلوغ و قال فی الدروقہ غیر معلوم و قیل سبع سنین قیل عشرو قیل اقصاہ اثنا عشرۃ سنۃ زاد الشامی عن الطحطاوی وقیل لا یختتن حتی یبلغ لانہ للطھارۃ ولا تجب علیہ قبلہ قال فی الدر و قیل العبرۃ بطاقۃ وھو الاشبہ قال ش ای بالغقہ زیلعی وھذہ من صیغ التصحیح اہ فشمل اذا لم یطق الابعدالبلوغ لایقال فلیصل ثلثۃ ثلثۃ تتری یوم کل اثنین اما فالجماعۃ یحرزون و عن الکراھۃ ویحترزون لانانقول لا اصل فی الشریعۃ الاطاھرۃ لتفریق الجماعۃ الحاضرۃ ولم یرض اللہ بہ المسلمین وھم فی نحر العدو فما ظنک بسائر الاحوال ھذا ماظھر لی وعندربی علم حقیقۃ کل حال – واللہ تعالیٰ اعلم . (فتاویٰ رضویہ جلد سوم، رضا اکادمی ممبئی، ص ۳۷۷، ۳۷۸)

مسئلہ: از موضع لڈواہوا، ڈاکخانہ بکھراباز، ضلع بستی، مرسلہ گل محمد میاں صاحب، ۱۳/ رجب ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ساکن مہداول میں اپنی سگی بھتیجی عاقل بالغ کو ایک شخص ساکن امردوبھا کے حوالے کردی چونکہ اس لڑکی کا باپ مدت سے انتقال کر گیا اور لڑکی کا چچا اس کا مربی تھا وہ لڑکی جس شخص کے حوالے کردی اس کو کہا گیا کہ تم اپنے گھر جا کر اس لڑکی سے نکاح کرلو جمعہ کے روز روبرو گواہان معتبران کے نکاح کرلیا گیا بعد چند یوم کے چچا کو اس کے عزیزوں نے بہکا دیا انہوں نے جھگڑا ڈال کر کے ایک مولوی بلایا مولوی صاحب نے یہ حکم دیا جمعہ کی نماز ادا کرنے کے پہلے نکاح جائز نہیں ہوتا اس واسطے ہم لوگ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ صحیح ہے کہ جمعہ کے روز نکاح جائز ہے مہربانی یہ مسئلہ لکھ کر روانہ فرمادیں۔

جواب: اس شخص کا یہ کہنا محض غلط اور شریعت پر افترا ہے۔ نکاح ہر دن جائز ہے ہاں اگر اذان جمعہ ہوگئی تو اس کے بعد جب تک نماز

نہ پڑھ لی جائے نکاح کی اجازت نہیں کہ اذان ہوتے ہی جمعہ کی طرف سعی واجب ہوجاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "یـا ایھـا الذین امنـو اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللـہ وذرو البیع" پھر بھی اگر کوئی بعد اذان نکاح کرے گا گناہ ہوگا مگر نکاح جائز و صحیح ہوجائے گا۔ کـمـافی الھدایہ فی البیع ان الکراھۃ للجاور. واللہ تعالیٰ اعلم.

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم، رضا اکادمی ممبئی، صفحہ ۱۵۷-۱۵۸)

مسئلہ: از بستی محلّہ دکھن دروازہ دھتیا ٹولہ، مسئولہ بقرعیدن صاحب ضلع دار محکمہ افیون۔ ۱۰؍ رمضان ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ دو برس سے مفرور ہوگئی ہے اور نہ طلاق دی نہ اس کا کچھ پتہ ہے کہ زندہ ہے یا مرگئی۔ زید اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے چاہتا ہے کہ نکاح کروں تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب: ناجائز قال تعالیٰ وان تجمعو ن بین الاختین زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے اور تا انقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے۔ انقضائے عدت یہاں ظنِ غالب سے لیا جائے گا۔ فانہ ملحق فی الفقہیات بالیقین۔

واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم، رضا اکیڈمی ممبئی، صفحہ ۲۳۰)

مسئلہ: از چاندہ پارک ڈاک خانہ شہرت گنج ضلع بستی۔ مسئولہ محمد یار علی صاحب نائب مدرس ٹریننگ اسکول، ۱۷؍ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح کے وقت لڑکی بالغ کے والدین بخیال دنیا اس قدر وسیع مہر بندھوایا کہ لڑکا بالغ اپنے والدین کی جائداد موجودہ سے کسی صورت نہیں ادا کر سکتا۔ لڑکے نے اس خیال پر کہ اگر منظور نہ کروں گا تو نکاح نہ ہوگا مجبوراً محض اللہ کے بھروسے پر اپنے نزدیک نکاح جائز سمجھ کر منظور کرلیا جب مکان پر ہمراہ رہنے کا دونوں کا اتفاق ہوا تو اسی ہفتہ کے اندر لڑکی بالغہ نے بخوشی و رضا مندی اور بے کسی دباؤ کے شوہر کے سامنے اللہ کو شہید و بصیر جان کر جمیع انبیاء و ملائکہ کا واسطہ دلا کر معاف کردیا جب سے آج تک ایک سال کا زمانہ گزرا میاں بیوی دونوں ساتھ ہیں اب چند روز سے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ نکاح ناجائز و حرام ہوا اور یہ صحبت حرام کاری ہے لڑکا بخوف عقبیٰ اپنی برأت کے لئے ہر صورت سے راضی ہے گوکہ بیوی اس کو بہت محبوب ہے مگر شرعی فتوے پر کاربند ہونے کو دل و جان سے تیار ہے مہر جو بندھا ہے اس کی تعداد ایک ہزار دو اشرفی لڑکے والدین کی جائیداد تقریباً پانچ سو روپے سکہ رائج الوقت۔ بینوا توجروا۔

جواب: اگر لڑکے کے پاس ایک پیسے کا سہارا نہ ہوتا اور دس کروڑ اشرفی مہر باندھا جاتا جب بھی نکاح صحیح تھا اور معاذ اللہ اسے حرام کاری سے کچھ تعلق نہ تھا۔ یہ جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ جن کا نکاح ہوا ان کی نیت میں ادائے مہر نہیں وہ روز قیامت زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے یہ ان کے واسطے ہے جو محض برائے نام جھوٹے طور پر ایک لغو رسم سمجھ کر مہر باندھیں۔ شرعاً نکاح ان کا بھی ہوجائے گا اور وہ بحکم شریعت زانی و زانیہ نہیں زن و شوہر ہیں اگر چہ قیامت میں ان پر اس بدنیت کا وبال مثل زنا ہو کہ انہوں نے حکم الٰہی کو ہلکا سمجھا یہاں تک کہ لڑکے نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کر کے قبول کیا تو اس صورت میں کچھ علاقہ نہ ہوا پھر جب کہ لڑکی بالغہ نے بے کسی دباؤ کے بخوشی معاف کردیا معاف ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم، رضا اکیڈمی ممبئی، صفحہ ۵۲۷-۵۲۸)
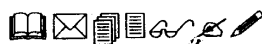
اردو زبان کی ارتقاء
اور
صوفیائے عظام کی خدمات

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری*

کسی زبان کے بارے میں قطعی کوئی بات کہنا کہ کسی زبان کا مولد فلاں جگہ ہے یا فلاں علاقہ ہے ذرا مشکل مسئلہ ہے کیونکہ زبان نہ فرد واحد کی کوشش سے پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی ایک وقت میں اور نہ کسی ایک جگہ کو متعین کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے لسانیات کے محققین کے نزدیک جب کسی مخصوص زمانے کے حوالے سے کسی زبان کی شکل یا اس کی حیثیت کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب اس زمانے میں اس زبان کی ارتقائی منزل سے ہوتا ہے۔

۱---اردو کی ابتداء گنگا جمنا سے ہوئی جس میں U.P اور دہلی سب شامل ہیں۔

۲---یہ زبان دکن (حیدر آباد) کے علاقے سے بہمنی دور میں وجود میں آئی جس کا بانی ظفر خاں علاؤالدین بہمنی شاہ تھا جس کا دور حکومت ۷۴۸ھ تا ۹۳۲ھ/ ۱۳۴۷-۱۵۲۶ء تک رہا۔

۳---اردو کا مولد سندھ کی سرزمین ہے اور اس کی ابتداء مسلمانوں کی حکومت سے ہوتی ہے جو یہاں ۹۳ھ میں قائم ہوئی اور حکمرانوں اور مقامی لوگوں کے درمیان کوئی نئی زباں رابطہ کیلئے وجود میں آئی۔

۴---اردو کی ابتداء پنجاب سے ہوئی جب سلطان شہاب الدین غوری ۵۷۰ھ میں ملتان اور اُچ تک پہنچ گیا۔

مسلمان فاتحین کے ساتھ ان کی اپنی مادری زبان بھی جگہ جگہ اپنے علم لہراتی رہی۔ جہاں وہ جاتے اور اپنی زبان کو ساتھ لے کر جاتے۔ اگر چہ شروع میں ان علاقوں میں سرکاری زبان عربی یا فارسی رہی لیکن ضرورت پڑنے پر وہ ہندوستان والوں کے ساتھ ہندی زبان میں ہی بات کر لیتے یہ حقیقت میں ابھی ہندی زبان بھی نہ تھی بلکہ ملی جلی بھاشا ہی کہی جا سکتی ہے۔ پنجاب اور گجرات میں مسلمانوں کے مکمل قبضہ ہونے کے بعد جب صوفیائے کرام نے تبلیغی سلسلہ شروع کیا تھا انہوں نے اس ملی جلی زبان کا سہارا لے کر نہ صرف تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا بلکہ ساتھ ہی موجود اردو کی ترقی اور ترویج کیلئے اہم کردار ادا کیا۔ یہ اردو زبان کی ابتداء کا زمانہ تھا۔ مقامی زبانوں کے ساتھ مل کر خود بخود ایک نیا وجود حاصل کرنے لگی۔ اردو زبان نہ تو مکمل طور سے خارجی زبان تھی اور نہ ہی کوئی مقامی زبان تھی بلکہ یہ فاتحین اور مفتوحین کے ملاپ سے وجود میں آئی۔

ڈاکٹر حامد حسین قادری مرحوم رقمطراز ہیں:

> ''قدیم اردو دراصل ایک مخلوط زبان تھی جو علماء کرام اور صوفیائے عظام اپنے تبلیغی مواعظ میں جس کا مقصد مقامی لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا تھا۔ استعمال کیا کرتے تھے۔ تبلیغ دین کے نتیجے میں یہ مخلوط

*(ایڈیٹر، معارف رضا، کراچی)

زبان وجود میں آئی جس نے اپنی ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بعد موجودہ اردو زبان کی شکل اختیار کی جس کی نشوونما میں صوفیائے کرام نے اہم کردار ادا کیا۔

(ڈاکٹر حامد حسن قادری، تاریخ داستان اردو صفحہ ۱۴)

دکن کی بہمنی سلطنت اور اردو زبان:

سلطان ظفر خاں علاؤ الدین بہمن شاہ دکن کا خودمختار فرمانروا، ۷۴۸ھ/ ۱۳۴۷ء میں بنا اور سلطان علاؤ الدین حسن اور اس کے بعد کا دور بہمنی حکومت کے عروج کا دور تھا۔ اس وقت کی مخلوط زبان دکنی (ابتدائی اردو) کو سرکاری زبان کی حیثیت ملی جس کے باعث اس دور کو اردو کی ترقی و ترویج کا عہد زریں دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں مقتدر علماء فضلاء دکن آتے رہے اور اردو زبان میں علم و حکمت کی ضیاپاشیاں کرتے رہے جس کے باعث مخلوط بولی ایک زبان کی شکل اختیار کرنے لگی ان میں چند نامور نام ملاحظہ کریں۔ ملا عبدالغنی، مفتی نجم الدین، سلامت اللہ واحدی، شمس الدین سامی عبدالکریم ہمدانی اور ملا نظیری وغیرہ جب کہ خواجہ حافظ شیرازی بھی کچھ عرصہ کے لئے دکن میں تشریف لائے سب سے اہم نام محمد حسینی المعروف خواجہ بندہ نواز گیسودراز کا ہے جو ۸۱۵ھ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی کے دور حکومت میں دکن تشریف لائے اور یہاں ۸۲۵ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔

بہمنی دور میں خواجہ گیسودراز سے قبل زبانی تبلیغ کا سلسلہ تو جاری تھا لیکن یہ مخلوط بولی کیونکہ بالکل ابتدائی مراحل میں تھی اس لئے تحریری کام شروع نہ ہو سکا مگر خواجہ صاحب کے زمانے تک اس زبان کو اتنی وسعت مل گئی تھی کہ اب اس میں کچھ تحریر کیا جا سکے، اس لحاظ سے خواجہ بندہ نواز گیسودراز اس مخلوط زبان یا بولی کے جس کو اس زمانے میں دکنی یا دکنی اردو کہا جاتا تھا، کے اول مصنف نظر آتے ہیں کیونکہ ان کی تصنیف ''معراج العاشقین'' اسی دور (۸۱۵ھ تا ۸۲۵ھ) میں معرض وجود میں آئی۔ یہ تصوف کے عنوان پر اردو (قدیم) میں پہلا رسالہ ہے، ہدایت نامہ، رسالہ سہ بارہ بھی قابل ذکر ہیں مگر یہ تینوں کتب تصوف کی تعلیمات کے سلسلے میں لکھی گئیں اور اس وقت کی بنیادی تعلیم تصوف ہی تھی جو شریعت محمدی کی عملی تعلیم کی صورت ہے۔

نمونہ عبارت، معراج العاشقین:

نبی کہے تحقیق خدا کے درمیان تے ستر ہزار پردے اور جیالے کے ہور اندھیارے کے اگر اس میں تے ایک پردہ آٹھ جاوے تو اس کی آنچ تے میں جلوں۔ ہور ایک وقت ایسا ہوتا ہے سمجھو اور دیکھو بے پردا۔ اندھیارے کے او جیالے کے عارفان پر ہے''۔

معراج العاشقین رسالہ انجمن ترقی اردو نے شائع بھی کیا تھا۔

شمالی ہند کی اول اردو تصنیف:

کچھوچھہ شریف ضلع اودھ میں ایک علاقہ ہے جہاں سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ آرام فرما رہے ہیں آپ ۱۲۸۹ء میں سمنان کے علاقے میں پیدا ہوئے والد کے انتقال کے بعد ۱۷ سال کی عمر میں سمنان کے تخت حکومت پر متمکن ہوئے مگر جلد ہی تخت اپنے بھائی کے حوالے کر کے اللہ جل شانہ کی تلاش میں نکل گئے۔ پنجاب میں اوچ شریف میں مخدوم جہانیاں جہانگشت سے ملاقات ہوئی بہار پہنچ کر حسب وصیت حضرت یحیٰی منیری علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تبرکات حاصل کئے پھر جلد ہی اپنے پیر و مرشد مخدوم شیخ علاؤ الدین گنج نبات سے ملاقات ہوئی جن کے فیض نظر سے تمام مقامات طے فرمائے اور پیر کی صحبت میں کامل ہوئے اور مخلوق کی تعلیم و تربیت کی طرف مصروف عمل ہو گئے آپ

نے ۱۲۰ ربرس کی عمر پائی اور ۱۴۰۹ء میں وصال فرمایا۔

محققین لسانیات اس بات پر متفق ہیں کہ شمالی ہندوستان میں اٹھارویں صدی عیسوی سے پہلے اردو نثر کی تصنیف و تالیف کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ گویا ہندوستان میں اٹھارویں صدی تک ہندی دکنی زبان میں کوئی تصنیف و تالیف نہیں یہ اعزاز اور شرف حیدرآباد دکن کے علاقے کو حاصل ہے کہ وہاں ۱۴ رویں عیسویں یعنی ۱۳۰۸ء میں سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اخلاق و تصوف کے عنوان پر اردو زبان کا پہلا رسالہ لکھا۔

میر نذر علی کاکوروی لکھتے ہیں:

''سید اشرف جہانگیر نے اپنے سلسلے کے ایک بزرگ مولانا وجیہہ الدین کے ارشادات /فرمودات/ملفوظات کو جمع کیا تھا اس زبان کو اس وقت یہاں دکنی/ ہندی کہا کرتے تھے اور یہ زبان رابطہ کی زبان تھی''

جناب کاکوری صاحب خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک بزرگ کے پاس ایک قلمی کتاب کو دیکھا تھا جس کے ۲۰۷ رورق تھے اس کی عبارت کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

''اے طالب آسمان زمین سب خدا میں ہے۔ ہو سب خدا میں ہے جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کا باہر بھیتر سب ذات ہی ذات''

(اے حمید- جلد اول- اردو نثر کی داستان، صفحہ ۱۷)

سید جہانگیر سمنانی کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مخلوط بولی شمالی ہند پہنچتے پہنچتے ایک زبان بن چکی تھی آپ کے تصوف کے اس رسالہ کو جو حقیقتاً تالیف ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہے کہ یہ آپ کے بزرگ کے ملفوظات ہیں تو پھر تصنیف نہیں بنے گی اور اگر یہ آپ کے ارشادات اور کلمات ہیں تو یقیناً یہ اردو زبان کی اول تصنیف قرار پاسکتی ہے اور آپ اردو زبان کے اول مصنف قرار دیئے جاسکتے ہیں اور یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ آپ اول ''بابائے اردو'' ہیں۔ مگر افسوس کہ اول مسودہ مفقود الخبر ہے جس کے باعث حضرت جہانگیر سمنانی تاریخی طور پر اوّل مصنف قرار نہیں دئے جاسکتے---

☆☆☆

مفتی جلال الدین امجدی رضوی انتقال کرگئے

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان کے شعبہ انٹرنیٹ کے مطابق برصغیر کے نامور عالم وفقیہ ممتاز مصنف ومحقق علامہ مفتی محمد جلال الدین امجدی رضوی (شیخ الحدیث جامعہ ارشد العلوم معراج گنج، انڈیا) ۲۳ راگست کو انتقال فرما گئے۔ ان کے سانحہ ارتحال پر علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، علامہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، مولانا حاجی شفیع محمد قادری مولانا سید وجاہت رسول قادری، حاجی عبداللطیف قادری، سید ریاست رسول قادری، حاجی محمد حنیف رضوی، منظور حسین جیلانی اور سید محمد خالد قادری نے موصوف کے متوسلین ومعتقدین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے انتقال کو دنیائے علم کا عظیم نقصان قرار دیا ہے۔ مرحوم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص وخلیفہ صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی کے شاگرد وخلیفہ تھے آپ کے ہزاروں فتاویٰ کے علاوہ تقریباً تیس تصانیف یادگار ہیں۔
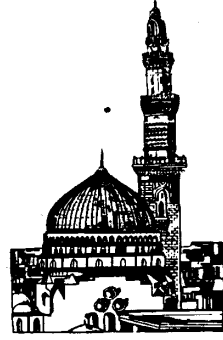
۱۶؍ربیع النور شریف کو موزمبیق (افریقہ) کے شمالی شہر تیت میں دوروزہ جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ بعد نماز عشاء تلاوت قرآن پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا حافظ قاری صلاح الدین نے تلاوت کی حضرت علامہ مولانا عارف برکاتی صاحب جو ملاوی سے تشریف لائے تھے اپنے مخصوص انداز میں نعت شریف پیش کی۔ اس کے بعد حضرت علامہ مولانا عبدالرشید اشرفی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مقامی زبان (پرتگالی) میں میلاد شریف کی برکات پر مفصل بیان فرمایا۔ آپ کے بیان کے بعد حضرت علامہ مولانا حمید الحق امجدی مدظلہ العالی ابن مفتی شریف الحق امجد رحمۃ اللہ علیہ جو زمبابوے سے تشریف لائے تھے برکات میلاد اور وہابی گمراہ کا عقیدہ پر گفتگو کی پروگرام کے آخر میں صلاۃ و سلام ہوا اور قاری احمد رضا قادری برکاتی مدظلہ العالی نے دعا کی۔

۱۷؍ربیع النور شریف بروز اتوار کو صبح ۱۱؍بجے تیت سنی جماعت کے تحت تیت سینٹرل جیل میں قائم کی گئی مسجد میں میلاد شریف کا پروگرام رکھا گیا تھا۔ جب ہمارا قافلہ جیل پہنچا تو وہاں کی انتظامیہ اور قیدیوں نے محبت کے ساتھ استقبال کیا پرگرام تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا قاری گلزار احمد صاحب نے تلاوت کی پھر نعت شریف پیش کی گئی۔ بعد ازا حضرت علامہ مولانا عثمان صاحب امام مسجد تیت نے عربی میں تقریر کی اور عوام کو وہابیوں کے باطل عقائد اور مسلک حق کے خلاف ان کی سازشوں سے آگاہ کیا اور مدنی آقا ﷺ کے مبارک معجزات کا تذکرہ کیا۔ دوسری تقریر مولانا عبدالرشید اشرفی صاحب نے مقامی زبان میں کی ''اصلاح معاشرہ سیرت مصطفےٰ کی روشنی میں'' کے عنوان پر بیان فرمایا، آخر میں ایک قیدی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ تیت سنی جماعت نے جیل میں یہ مسجد قائم کی اس وقت صرف ۵ مسلمان یہاں تھے مگر الحمد للہ چند ماہ میں ۱۷۰؍(تقریباً) قیدی مسلمان ہوچکے ہیں۔ اس نے بتایا کہ روزانہ اس مسجد میں ۵؍وقت کی نماز ہوتی ہے اور ایک مولانا ان تمام قیدیوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں اور اسلامی عقائد شریعت کے قواعد، سنت مصطفےٰ ﷺ اور دعائیں سکھاتے ہیں، سنی جماعت کے لوگ ان قیدیوں کو حلال خوراک، پھل، کپڑے اور ادویات فراہم کرتے ہیں، آخر میں بارگاہ رسالت ﷺ میں سلام پیش کیا گیا اور دعا کی گئی، جیل ہی میں قیدیوں کے لئے نیاز کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس جلسے میں لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اندرون ملک کے علاوہ، زمبابوے اور ملاوی سے بھی قافلوں نے شرکت کی، فقیر بھی ۴۵؍افراد کے قافلے کے ساتھ شریک ہوا اور برکات میلاد سے فیضیاب ہوا، الحمد للہ

(رپورٹ: ریاض احمد قادری)

(بارھویں قسط)

سفرنامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاہت رسول قادری

محترم شیخ حازم المحفوظ صاحب کا اپنا فلیٹ پانچویں منزل پر واقع ہے۔ چونکہ اس میں لفٹ نہیں ہے اس لئے آمد و رفت سیڑھیوں کے ذریعہ ہے۔ دو بیڈ روم پر مشتمل یہ فلیٹس اپنے طرز تعمیر اور رہائشی آسائشوں کے اعتبار سے ایسے ہی ہیں جیسے کراچی میں درمیانی متوسط لوگوں کیلئے تعمیر شدہ فلیٹس ہیں۔

دوسرے دن ۹ رستمبر کو جمعرات تھی، آج کے دن انہوں نے متحف فرعونی (فرعونی عجائب گھر) کی سیر کا پروگرام رکھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے ایک شاگرد گائیڈ سے وقت بھی لے رکھا تھا۔

مولانا ممتاز احمد سیدی صاحب صبح کو تقریباً ۱۰ ربجے کے قریب تشریف لائے۔ ہم سب، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، مولانا ممتاز احمد سدیدی، شیخ حازم المحفوظ اور راقم ناشتہ سے فراغت کے بعد تقریباً گیارہ بجے دن میں متحف فرعونی کے لئے روانہ ہوئے۔ فلیٹ سے بس کے موقف تک کا پیدل راستہ تقریباً ۱۵/۲۰ رمنٹ کا ہے۔ حازم صاحب کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ نبیلہ اسحٰق چودھری اور ۲ رسالہ صاحبزادے حسن بھی ساتھ تھے۔ متحف کی عمارت دریائے نیل کے کنارے قاھرہ کے محلہ میدان التحریر کے علاقہ میں واقع ہے حازم صاحب کے گھر سے تقریباً ۲۰ رکلو میٹر پر ہے۔ یہ ایک عالیشان دو منزلہ عمارت ہے۔ طرز تعمیر ہمارے یہاں کے انگریز دور کی عمارات مثلاً کراچی میں سندھ ہائی کورٹ کی عمارت سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے قریب ہی حکومت مصر کا سکریٹریٹ ایک ۱۸ رمنزلہ عظیم الشان جدید عمارت میں واقع ہے۔ اس سکریٹریٹ کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں تقریباً ۷۵ رفیصد خواتین ملازم ہیں، ویسے قاھرہ میں ہر سرکاری، نجی و کاروباری دفاتر دوکانوں اور سپر مارکیٹ وغیرہ میں ملازم افراد میں عورتوں کی تعداد مردوں کی بہ نسبت کہیں زیادہ ہے بلکہ بعض جگہوں پر تو صرف خواتین ہی کام کرتی نظر آتی ہیں۔

متحف فرعونی کی عمارت میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہے اور سخت سیکورٹی رکاوٹوں اور تلاشی کے بعد اندر اصل عمارت میں داخلہ ممکن ہوا۔ یہاں مقامی زائرین کے مقابلہ میں ''وافدین'' (غیر ملکیوں) سے ٹکٹ کے پیسے زیادہ لیئے جاتے ہیں۔ یہ امتیاز حکومت مصر نے سیاحت کے فروغ اور ذرائع آمدن کے اضافے کیلئے روا رکھا ہے۔ سیاحت حکومت مصر کا ایک بڑا ذریعۂ آمدن ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ذرائع آمدن نہر سوئیز سے گزرنے والے پانی کے جہازوں سے رائلٹی، کپاس کی برآمد، اور بیرون ملک برسرروزگار مصریوں کی زرمبادلہ کی ترسیل ہے۔ سنا ہے کہ نہر سوئز کی رائلٹی کے بعد سب سے زیادہ زرمبادلہ سیاحت کے ذریعہ آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت مصر نے بیرونی سیاحوں کے قیام و طعام، نقل و حمل اور آسائش و حفاظت کیلئے اعلیٰ درجہ کے انتظامات کئے ہیں اور یہاں تک چھوٹ دی ہے کہ وہ جس لباس میں گھومیں پھریں اور اپنی

مرضی کے مطابق جو چاہیں خورد و نوش کریں۔ اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی ممالک اور اسرائیل کے سیاح قاھرہ کے بازاروں اور ہوٹلوں میں برسرِ عام فحاشی، عریانی اور شراب نوشی کا مظاہرہ کرتے ہیں جس سے مصر کا پورا معاشرہ خصوصاً نوجوان طبقہ متاثر ہو رہا ہے۔ مزید برآں یہودیوں سے معاہدۂ دوستی کی بدولت ان کی آمد و رفت اور سیاحتی و تجارتی تعلقات نے معاشرتی برائیوں میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلم ممالک کے حکمرانوں کو عقل و فہیم عطا فرمائے۔ یہود و نصاریٰ کے فریب سے بچائے اور ان کی تہذیب کے تسلط سے مسلمانوں کو نجات عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

''متحف فرعونی'' میں فراعنۂ مصر کے عجائبات و نوادرات جہاں ایک ناظر کے لئے درسِ عبرت ہیں وہیں اہل ایمان کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت و طاقت اور ایمان کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بھی ہیں اور ان تمام مشاہدات کے بعد اس کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے

فرعونی عجائب گھر میں ہم نے جو نوادرات دیکھے ان کی تفصیل بیان کرنے کیلئے وقت اور صفحات اجازت نہیں دیتے، اس موضوع پر حکومت مصر کے محکمۂ سیاحت کی طرف سے عربی، انگریزی، فرانسیسی اور دیگر یورپین زبانوں میں وافر لٹریچر دستیاب ہے۔ موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اہم مشاہدات اپنے قارئین تک پہنچانا مناسب سمجھتا ہوں:

(۱) فرعونی بادشاہوں اور ان کے اہل خانہ کے پتھر اور لکڑی سے تراشے ہوئے مجسمے جا بجا نظر آتے ہیں۔ ان میں چھوٹے مجسموں سے لیکر قد آدم اور اس سے چار گنا بڑے مجسمے بھی موجود ہیں جنہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آج سے ۶،۵ ہزار سال قبل اہل مصر کو مجسمہ سازی میں کس قدر کمال حاصل تھا۔

(۲) پتھر اور لکڑی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے مجسمے بھی ہیں۔ ایک مجسمہ گیارہ کیلو اور دوسرا ایک سو گیارہ کیلو خالص سونے کا بھی ہے۔

(۳) کپاس قدیم سے مصر کی خاص پیداوار رہی ہے۔ فرعونی دور میں کپڑے بانی کی صنعت کو کتنا فروغ حاصل تھا اس کا اندازہ اس دور کے تیار کردہ لباس اور چادروں سے ہوتا ہے جو آج بھی اصلی حالت میں اس عجائب گھر میں موجود ہے۔

(۴) فولاد، پیتل، چاندی، سونے، پتھر، مٹی اور لکڑی کے بنے ہوئے ظروف اور مختلف نوع کے فرنیچر کو دیکھ کر اس دور کی صناعی کے کمال کا اندازہ ہوتا ہے بعض، چیزوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ جدید دور میں بنائے گئے ہیں۔ خاص طور سے شاہی کرسی اور پلنگ وغیرہ اور قدرتی قد کے لکڑی کے بنے ہوئے گھوڑوں کی صناعی اور کاریگری قابل ستائش ہے۔

(۵) سونے چاندی کے زیورات کا ایک علیحدہ شوروم ہے جہاں نہایت سلیقے سے شیشے کے شوکیس میں زیورات رکھے گئے ہیں۔ زیورات کی ڈیزائن کے انواع و اقسام، ان پر کی گئی کاریگری اور باریک کام کو دیکھ کر آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں کہ اس دور میں بھی اس صنعت میں اس قدر نفاست اور باریک بینی سے کام لیا جاتا تھا' بعض زیورات کی ڈیزائن دیکھ کر یہ گمان ہوتا تھا کہ ان پر نئے دور کے مطابق جدّت پسندی سے کام کیا گیا ہے اور شوروم میں گھومتے وقت یوں لگ رہا تھا کہ گویا کہ ہم کراچی، لاہور یا دہلی کے صرافہ بازار میں زیورات کی نمائش سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ جنمیں جدید اور حسین ڈیزائن کے زیورات سجائے گئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

تحریر: سید آل احمد رضوی (مرحوم)

یہ دنیا فانی ہے اور یہاں کی ہر چیز فانی ہے "**کل من علیہا فان**" لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے اپنے حسن کردار، اعلیٰ اخلاق، پاکیزہ صفات اور عمدہ حسن سلوک کی بدولت لوگوں کے دلوں میں اپنے نقوش چھوڑ جاتا ہے جو ایک عرصے تک نہیں مٹتے۔ اگرچہ وہ خود تو اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے لیکن اس کی پاکیزہ سیرت کا نقش تاریخ کے صفحات پر چمکتا، دمکتا رہتا ہے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ایسے ہی نیک سیرت انسانوں میں علامہ سید ریاست علی قادری مرحوم بھی تھے جو آج اس فانی دنیا میں نہیں، ہماری نظروں سے اوجھل ہیں لیکن اپنی پاکیزہ سیرت، حسن کردار، انسانیت کی خدمت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کی بدولت ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

سید ریاست علی قادری نے ۲۷ رجون ۱۹۳۲ء میں بریلی شریف ہندوستان کے ایک معروف دینی سادات گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ آپ کے والد گرامی حاجی سید واحد علی بھی ایک دیندار شخصیت تھے۔ اوائل شباب میں ہی مجدد دین، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ عقیدت سے وابستہ ہوگئے اور روحانی و باطنی کمالات کے تمام مراحل انہی کی صحبت پر اثر میں طے کئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی اولیاء اللہ خصوصاً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اس لحاظ سے یہ گھرانہ طریقت و شریعت کا آستانہ تھا۔

سید ریاست علی قادری کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد والدہ نومولود کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر لے کر گئیں اور وہاں اللہ کے حضور دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے:

"یا اللہ میرا یہ بیٹا بڑا ہو کر تیرے دین کی تبلیغ
واشاعت میں نام پیدا کرے"

سید ریاست علی قادری علم وعرفان کی گود میں پروان چڑھے۔ زہد وعبادت انہیں ورثہ میں ملا تھا اپنے وقت کے ممتاز علماء سے کسب فیض کیا۔ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ مغربی علوم میں بھی دسترس حاصل کی، قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔ پولیٹکنیکل کالج کراچی سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا۔

۱۹۵۹ء میں ٹیلیفون فیکٹری ہری پور میں ملازمت اختیار کی کچھ عرصہ بعد تربیت کے لئے جرمنی گئے۔ تربیت کے بعد واپس ہری پور آئے ۱۹۶۱ء میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے

شادی کے تیسرے ہی دن ایک سال کی تربیت کے لئے دوبارہ جرمنی گئے۔ میونخ میں مزید تعلیم حاصل کی اور مواصلات کا کورس مکمل کیا۔اس عرصہ میں جرمنی زبان بھی سیکھی اور اتنا عبور حاصل کیا کہ جرمن سے انگریزی زبان کا ترجمہ بڑی روانی سے کرنے لگے ایک سال کی تربیت کے بعد واپس آئے تو ان کی دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔جس راہ پر وہ چل نکلے تھے وہ والدہ کے لئے پریشان کن تھا۔ ان کی شروع سے ہی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا دین حق کی تبلیغ و اشاعت کی جانب متوجہ ہو اور اس میں نام کمائے۔لیکن وہ اس جانب بہت کم راغب ہوتے۔دوستوں کی محفلوں میں نہایت اعلیٰ لباس پہن کر بیٹھتے اور خوش گپیاں کرتے۔سماجی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔اپنے ہر ملنے والے کی غمی اور خوشی میں اس طرح شریک ہوتے جیسے کوئی بہت ہی قریبی رشتہ دار ہو۔ ہر ایک سے محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ انہیں ساری کالونی میں عزت و تکریم کا بلند مقام حاصل ہوگیا۔سکوائش کے بہترین کھلاڑی ہونے کی وجہ سے ان کی شہرت میں مزید اضافہ ہوا لیکن کچھ لوگ ان سے حسد کرنے لگے۔ انہوں نے دفتری معاملات میں روکاوٹیں کھڑی کرنا شروع کردیں۔یوں ان کے معمولات میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔دسمبر ۱۹۷۱ء میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ ہندوستان تشریف لے گئے بریلی شریف میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی، مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں ان دنوں میں حجاز مقدس گئے ہوئے تھے اس لئے ان سے ملاقات کی حسرت لئے واپس وطن آگئے۔لیکن بریلی شریف سے ٹوٹا ہوا رابطہ جڑ گیا۔

دسمبر ۱۹۷۴ء میں قادری صاحب کا تبادلہ ہری پور سے کراچی ہوگیا۔یہاں ان کے معمولات ہی بدل گئے۔دفتری امور سے فراغت کے بعد علماء، ومشائخ اور دانشوروں کی صحبت میں بیٹھنے لگے۔اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینے، ذکر وفکر اور میلاد شریف کی محافل میں شرکت کرنے لگے۔

۱۹۷۵ء میں قادری صاحب کو ایک حادثہ پیش آیا۔یہی وہ لمحہ تھا جس نے ان کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کردیا۔ان کے ضمیر نے ان کی راہنمائی کی اور ان کو اپنی منزل کا راستہ مل گیا۔ قادری صاحب خود بتاتے تھے کہ جس وقت ان کی گاڑی حادثہ کا شکار ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بال بال بچادیا تو انہوں نے سوچا کہ اگر اس حادثہ کا وہ شکار ہوجاتے تو روز محشر اپنے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاتے۔میری ساری زندگی بس عیش و نشاط میں گزر گئی۔ میں نے آخرت کا کوئی سامان نہیں کیا۔جب اس حادثہ نے انہیں منزل کا پتا دیا تو انہوں نے دفتری مصروفیات کے بعد اپنا زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزارنا شروع کیا اور علماء وصلحاء کی تعلیم و تربیت وصحبت سونے پر سہاگے کا کام کرگئی۔

سید ریاست علی قادری ۱۹۷۸ء میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ پھر ہندوستان کے سفر پر روانہ ہوئے۔بریلی شریف میں مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک ماہ تک رہے اور جب یہ سونا بھٹی میں پڑا تو کندن بن کر نکلا۔ کراچی واپسی کے بعد انہوں نے اپنے پیرومرشد مفتی اعظم ہند کی سیرت، شخصیت، تعلیمات اور کشف و کرامات پر ایک جامع کتاب لکھی اور اسے زیور طباعت سے آراستہ کرکے مفت تقسیم کیا۔یہی وہ وقت تھا کہ ماں کی دعائیں رنگ لائیں۔قادری صاحب چند ماہ بعد پھر بریلی شریف گئے۔ان پر مفتی اعظم ہند کی خاص نگاہ التفات تھی اس لئے باطنی کمالات کی پرخطر اور کٹھن منازل بڑی تیزی اور آسانی سے طے ہوتی گئیں۔

مفتی اعظم ہند نے ایک بڑے اجتماع میں محفل میلاد کے بعد قادری صاحب کو خرقہ خلافت عطا کیا۔نہایت شفقت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے اپنا جبہ مبارک اپنے ہاتھوں سے پہنایا اور اپنا عمامہ ان کے سر پر باندھ کر ان کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور

پیش گوئی فرمائی کہ ان کے ہاتھوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشن عشق نبی ﷺ خوب پروان چڑھے گا۔

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی، دنیائے اسلام کے بطل جلیل، اپنے زمانے کے مجدد وفقیہہ اور ایک عبقری تھے۔ انہوں نے اپنے علم وعقل اور بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض اور متحیر کیا۔ ان کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ انہوں نے جس فن اور جس موضوع پر قلم اٹھایا اپنی انفرادیت وعظمت کا سکہ ثبت فرمایا۔ وہ چلتے پھرتے انسائیکلو پیڈیا تھے۔ ان کی اصل دولت حبّ رسول ﷺ تھی وہ اطاعت کے بغیر عشق کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے عشق نبی ﷺ اور مقامات مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کرنے میں جہاں عشق وعقیدت میں ڈوب کر لکھا وہاں علم کے تقاضے بھی پورے کیے۔ آپ کا قلم ایک طرف عاشق رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے نعت رسول ﷺ میں نغمہ طراز ہے تو دوسری طرف اعتقادی گوشوں کی اصلاح کے لئے نشتر ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کا بے ساختہ اور بامحاورہ اردو ترجمہ بھی کیا جو بلاشبہ تمام خوبیوں کا حامل ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت علوم وفنون کے ہمالہ تھے، فضل وکمال کے تاجدار تھے، دین محکم کی صدا تھے--- امام احمد رضا کسی فرد واحد کا نام نہیں --- تقدیس رسالت کی تحریک کا نام ہے--- عشق مصطفےٰ ﷺ میں ڈوب کر دھڑکنے والے پرسوز دل کا نام ہے، جب تک یہ سب چیزیں زندہ رہیں گی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام زندہ رہے گا۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ ریاست علی قادری صاحب نے اپنی ساری زندگی اور اپنی جملہ علمی ذہنی اور جسمانی توانائیاں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن اوران کی تعلیمات کے فروغ کے لئے وقف کردیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس فرض کی ادائیگی میں تغافل روا نہیں رکھا۔ نہ کھانے کا ہوش نہ صحت کی پرواہ اپنے رات دن اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات وتصانیف کے لئے وقت کردیئے۔ انہیں ادیب شہیر حضرت علامہ شمس بریلوی محقق دوراں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی، استاذ العلماء مولانا محمد اطہر نعیمی ایسی نابغہ روزگار علمی، ادبی شخصیات کی سرپرستی حاصل ہوگئی۔ بزرگان دین کی دعائیں آپ کے ساتھ تھیں --- شیخ الاسلام الحاج مفتی تقدس علی خاں قادری رضوی قدس سرہٗ سے بھی آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی۔

علامہ سید ریاست علی قادری نے ۱۹۷۹ء میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی بنیاد رکھی اور امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی ترویج واشاعت میں سرگرداں ہوگئے۔ ملک کے ممتاز دانشوروں سے اعلیٰ حضرت کی سیرت وکردار اور ان کی دینی و ملی خدمات پر تحقیقی مقامات لکھوائے اور انہیں ہر سال ایک کتاب ''معارف رضا'' میں بڑے اہتمام سے شائع کرتے اور پھر یہ کتاب ہر مکتب فکر کے علماء اور دانشوروں کو تحفتاً بھیجتے۔ ملک کے اعلیٰ طبقوں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو متعارف کرانے کے لئے انہوں نے ہر سال ''امام احمد رضا کانفرنس'' کراچی میں بڑے اہتمام سے کرانی شروع کردیں۔ یہی نہیں اعلیٰ حضرت کی غیر مطبوعہ تصانیف کو بھی منظر عام پر لانے کی بھرپور سعی کی --- اس عرصہ میں انہیں چند دیگر احباب کا تعاون حاصل ہوگیا--- ان میں علامہ شاہ خالد میاں فاخری، ادیب رائے پوری اور مولانا غلام حیدر رنگ شامل ہیں۔ پھر یہ سلسلہ مزید بڑھا، ایک منظم ادارہ بن گیا، علامہ سید ریاست علی قادری نے امام احمد رضا کو علمی، ادبی، دینی اور جدید تعلیم یافتہ طبقوں میں روشناس کرانے کے لئے اپنے رفقاء جن میں سید وجاہت رسول قادری، منظور حسین جیلانی، پروفیسر مجید اللہ قادری، حاجی شفیع محمد قادری کے نام سرفہرست ہیں کے بھرپور تعاون سے عربی، اردو، انگریزی اور

سندھی زبان میں لاتعداد کتابیں شائع کیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ہمہ جہت شخصیت، ان کے علمی، دینی، ملی اور تحقیقی کارناموں کا احاطہ کرنا اور ان کے علمی ذخیرہ کی جدید خطوط پر ترتیب و تدوین اور ان کی نشر و اشاعت کے کام کو آگے بڑھانا کسی فرد واحد یا چند افراد پر مشتمل ایک ادارے کے بس کی بات نہیں بلکہ کئی اداروں اور پھر یہ کہ کثیر سرمایہ کی ضرورت ہے لیکن ریاست علی قادری نے یہ مشن تنہا شروع کیا۔ پھر انہیں ایک ٹیم کا تعاون بھی حاصل ہوگیا قادری صاحب نے کراچی کے بعد اسلام آباد میں بھی "امام احمد رضا کانفرنس" کا اہتمام کیا۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے ان کے ساتھ مل کر اسلام آباد میں سب سے پہلے اعلیٰ حضرت کانفرنس بڑے اہتمام کے ساتھ کروائی --- ۱۹۹۱ء میں قادری صاحب نے اپنے رفقاء کے تعاون سے جن میں اہل سنت کی انتہائی ہر دل عزیز اور عوام و خواص میں مقبول ترین شخصیت، حاجی حنیف طیب صاحب، کی بھرپور سرپرستی اور تعاون حاصل تھا کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس بڑے ہی تزک و احتشام سے منعقد کروائیں۔ ان عظیم الشان کانفرنس میں ملک و بیرون ملک کے بلند پایہ ارباب علم و فضل نے شرکت کی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر گراں قدر علمی مقالات پیش کئے گئے۔

علامہ سید ریاست علی قادری عادات و اطوار میں اسلاف کا بہترین نمونہ تھے، دین و ملت کے لئے بڑا درد رکھتے تھے اور ہر قومی سانحہ پر مضطرب ہو جاتے تھے۔ اگر چہ خاموش طبع انسان تھے لیکن ان کے نہاں خانہ دل میں جذبات و افکار کا تلاطم برپا رہتا تھا۔ گفتگو کرتے تو بڑی متانت اور وقار کے ساتھ۔ ہر ایک سے بڑی شفقت و محبت سے پیش آتے۔ مسکراتی آنکھوں کے ساتھ ہر ایک کا یوں استقبال کرتے کہ مردہ دلوں میں بھی زندگی کی لہر دوڑ جاتی۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ کبھی کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ کسی کے بارے میں برا نہیں سوچتے تھے کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتے تھے حد یہ ہے کہ اپنے مخالف سے بھی حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔

آپ متبع سنت رسول ﷺ اور صحیح معنوں میں عاشق رسول ﷺ تھے۔ محبت الٰہی کی تاثیر ان کے قلب و جان میں رچی ہوئی تھی۔ زندگی کے ہر پہلو میں خلوت ہو یا جلوت، حلقہ احباب ہو یا گھریلو نجی محفل، کسی موقع پر بھی احکامات الٰہی اور ارشادات نبوی ﷺ کو جاری و ساری کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔

افسوس علم و عمل اور اخلاق و اخلاص کا یہ پیکر مجسم ایسے وقت میں ہم سے بچھڑ گیا جب ہمیں اس کی شدید ضرورت تھی۔ قادری صاحب ۳ رجنوری ۱۹۹۲ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ ان کی موت جہاں ان کے عزیز و اقارب، عقیدت مندوں کے لئے سانحہ تھی وہاں میرے لئے بھی ناقابل تلافی نقصان تھا میں اپنے ایک ایسے شفیق بزرگ سے محروم ہو گیا جو میری کامیابیوں و کامرانیوں کے لئے نہ صرف دعا گو تھے بلکہ خوشی سے پھولے نہ سماتے --- قادری صاحب بظاہر ہماری آنکھوں سے نہاں ہو گئے لیکن ان کی محبت و شفقت کے چراغ ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔ ان کی پھیلائی ہوئی معطر خوشبوؤں سے گلشن مہکتا رہے گا۔ ان کا نام اور کام حالات کی تاریخ میں ہمارے قافلوں کے لئے چراغ رہگزر کی طرح روشنی فراہم کرتا رہے گا۔ علامہ سیماب اکبر آبادی علیہ الرحمہ نے شاید یہ شعر قادری صاحب کے لئے ہی کہا ہے۔

میں بعد مرگ بھی بزم وفا میں زندہ ہوں
تلاش کر مری محفل، مرا مزار نہ پوچھ

دور ونزدیک سے

مرتبہ :شیخ ذیشان احمد قادری

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا منان رضاخاں

(مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

یہ سن کر حد درجہ مسرت وشادمانی ہوئی کہ سالہائے گزشتہ کی طرح امسال پھر ادارہ کے زیر اہتمام چودھویں صدی ہجری کے مجدد اسلام اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی یاد میں ''امام احمد رضا کانفرنس'' منعقد ہو رہی ہے۔ امام موصوف کی شخصیت اور ان کے علمی کارناموں پر تبصرہ کرنا صحیح معنیٰ میں اسی کا حق ہے جو موصوف کی تصنیف کردہ ایک ہزار کتب کا مطالعہ کر چکا ہو لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس دورِ پرفتن میں موصوف کی تعلیمات پر اگر صحیح معنیٰ میں عمل کر لیا جائے تو مسلمان دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ ارکان ادارہ انتہائی مبارکباد کے مستحق ہیں جو اپنی تمام تر توانائیاں مجدد اسلام کی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں۔

ڈاکٹر این. اے. بلوچ (علامہ آئی آئی قاضی چیئر، سندھ یونیورسٹی جامشورو)

''صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' کا گراں بہا تحفہ موصول ہوا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ بندہ کو یاد فرماتے ہیں اور ماہنامہ ''معارف رضا'' ارسال فرماتے ہیں تا کہ راہ ہدایت سامنے رہے۔

حسیب الرحمن (انچارج شعبۂ رسائل خدا بخش لائبریری، پٹنہ، انڈیا)

موقر ماہنامہ ''معارف رضا'' (کراچی) جلد ۲۱ رشمارہ ۷، ۸ر بابت مئی ۲۰۰۱ء عطیہ میں موصول ہوا، شکریہ۔ ہماری لائبریری میں آپ کے موقر رسالہ کے تقریباً شمارے موجود ہیں۔ اگر آپ کی عنایت سے ''معارف رضا'' کا ماہنامہ ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۵ء اور جنوری، فروری ۲۰۰۰ء دستیاب ہو جائے تو لائبریری کے فائل کی تکمیل ہو جائے۔ آپ کو معلوم ہی ہو گا خدا بخش لائبریری عالمی موقر رسائل و جرائد کے فائل کی تکمیل میں کوشاں و دلچسپی لیتی رہی ہے تا کہ ملک و بیرون ملک سے آنے والے اسکالرز کو مایوسی یا وقت کی بربادی کا احساس نہ ہو۔ اگر آپ کو خوشی ہوتی ہو کہ ملک و بیرون ملک کے اسکالرز آپ کے مکمل رسالہ سے پوری طرح استفادہ کر سکیں تو خصوصی توجہ فرما کر مطلوبہ شمارے ارسال فرما کر ہماری فائل کی تکمیل میں تعاون فرمائیں۔

ڈاکٹر مشرف احمد (غالب لائبریری، ناظم آباد کراچی)

ماہنامہ ''معارف رضا''، غالب لائبریری کو پابندی سے موصول ہو رہا ہے، شکریہ۔ حال ہی میں اس رسالے کا تاریخی نمبر بعنوان ''صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' موصول ہوا ہے۔ اس خصوصی اشاعت کے مطالعہ سے قاری کو اسلامی تعلیمات کے فروغ کے سلسلے میں تفصیلی معلومات حاصل ہوں گی۔ اس خصوصی اشاعت کی ترسیل پر میری اور مجلس منتظمہ کی جانب سے شکریہ قبول فرمائیں۔

علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی

(امیر جماعت اہل سنت، ملتان)

اللہ کرے آپ ہر طرح بخیر و عافیت ہوں۔ آمین! ماہنامہ ''معارف رضا'' برابر موصول ہو رہا ہے۔ عزت افزائی اور کرم فرمائی کے لئے شکر گزار ہوں راقم کو ہر ماہ بے چینی سے اس کا انتظار رہتا ہے اور اب تو ''دار العلوم منظر اسلام نمبر'' کے لئے ہم دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔

تازہ شمارے میں عرس رضوی اور دار العلوم بریلی شریف کے جشن صد سالہ کی روداد نہایت روح پرور کیف اور معلومات افزا تھی، اسے راقم نے بار بار پڑھا، اللہ کریم آپ کے علم و قلم میں مزید برکت فرمائے اور خدمت دین کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر ڈاکٹر اختر یوسف (صدر شعبۂ اردو رانچی یونیورسٹی، انڈیا)

آپ کا غائبانہ تعارف عزیز گرامی غلام غوث قادری سے حاصل ہوا خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت کے کارناموں پر آپ کے یہاں مسلسل تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔ ادھر میں نے اپنی یونیورسٹی کے نئے نصاب میں اعلیٰ حضرت کی دو کتابیں ''حدائق بخشش'' اور ''امام احمد رضا کے نثری شہ پارے'' شامل کر لی ہیں۔ ساتھ میں بطور امدادی کتاب ''امام شعر و ادب''

وارث جمال بھی رکھ دی گئی ہے۔ یہاں ہمارے شہر میں عزیز گرامی غلام غوث قادری تحریک رضا کے ایک سرگرم کارکن ہے۔ آپ کا ذکر خیر برابر کرتے ہیں۔ جن پرچوں میں اعلیٰ حضرت کی کتابیں شامل ہیں، ان کی زیراکس کاپی جلد ہی آپ کو ارسال کردی جائیں گی۔

مولانا سمیع الحق (ایڈیٹر ماہنامہ الحق، اکوڑہ، خٹک، نوشہرہ، سرحد)

محترم المقام جناب ایڈیٹر صاحب ''ماہنامہ معارف رضا کراچی''

ماہنامہ ''الحق'' کے تبادلہ میں آپ کا مؤقر پرچہ آتا رہتا ہے۔ ہم اس کا دارالعلوم کے شعبہ مجلات ورسائل میں باقاعدہ ریکارڈ رکھتے ہیں۔ تاکہ دارالعلوم حقانیہ اور الحق کے عظیم کتب خانوں سے آئندہ ان مجلات سے بھی استفادہ جاری رکھا جاسکے۔ ان شاء اللہ اب تک برصغیر پاک و ہند کے اکثر وقیع مجلات محفوظ ہو چکے ہیں جن میں آنجناب کا پرچہ بھی شامل ہے۔

محمد نورالعین قادری (امام احمد رضا لائبریری، بریلی شریف)

خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر، امام احمد رضا لائبریری ہال کے سامنے صحابی رسول، سیف اللہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں ایک عظیم الشان، رفیع المرتبت اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں بریلی شریف کے ممتاز شعراء علماء نیز جامعہ منظر اسلام کے اساتذہ وطلباء نے شرکت کی۔ جبکہ سرپرست صاحب سجادہ آستانہ اعلیٰ حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب ''سبحانی میاں'' نے فرمائی۔ جشن کا آغاز امام مسجد رضا مولانا محمد ظہور الاسلام نوری کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد حسب الحکم مولانا تسلیم رضا خاں صاحب نوری نعتیہ مشاعرہ کا آغاز کیا گیا۔ جس میں محشر بریلوی، ابرار بہیڑوی وغیرہم نے اپنے فنی اور ادبی کلاموں سے سامعین کو محظوظ کیا۔ بعدہ مشاعرہ حضرت تسلیم میاں نے مقرر خصوصی شیر بیشۂ قادریت حضرت علامہ قاری عبدالرحمٰن خاں صاحب قادری بریلوی ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اعلان کیا۔ قاری عبدالرحمٰن خاں قادری بریلوی نے اپنی تقریر میں حضرت خالد ابن ولید کے حالات وخدمات، ان کی جنگی مہارت، ان کے ذریعہ اسلامی فتوحات نیز ان کی شجاعت واستقامت بارگاہ رسول میں ان کی مقبولیت اور ان کی انقلاب آفرین شخصیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ ۷ر ہجری میں حضرت خالد کا قبول اسلام اور ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۲۱ھ میں آپ کا وصال، سو سے زائد جنگوں میں آپ کے کارناموں کا تفصیلی ذکر کیا گیا۔ قاری صاحب کے بعد شاعر اہل سنت حضرت فریاد رضا بریلوی نے اپنی مترنم آواز میں نعت رسول کے ذریعہ سامعین کو محظوظ کیا اور آخر میں جامعہ منظر اسلام کے پرنسپل حضرت مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب نے ایک تاریخی، علمی اور نکات آفریں خطاب سے نوازا۔ شرکاء اجلاس نے پرنسپل صاحب کی تقریر کی از حد تعریف وستائش کی۔ بعدہ حضرت مولانا تسلیم رضا خاں صاحب نے اپنے منفرد، اور ممتاز لب و لہجے میں اپنے جداعلیٰ سرکار اعلیٰ حضرت بریلوی کا مشہور زمانہ سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پیش کیا بعدہ سلام قل شریف پڑھا گیا۔ شجرۂ عالیہ رضویہ حضرت مفتی فاروق صاحب نے پڑھا۔ اس طرح تقریباً ۳ر بجے شب یہ جشن اختتام پذیر ہوا۔

ماسٹر سلیم اللہ جندراں (ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول دھنی کلاں)

اسلام آباد شاخ کا تعارف انگریزی ترجمہ کیلئے موصول ہوگیا ہے ان شاء اللہ دو تین روز تک ترجمہ مکمل کر کے اسلام آباد بھجوادوں گا۔

''جہانِ نو'' کے کالم کیلئے میں ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے گھر لائبریری میں انہیں ایک مکمل صفحہ لکھ کر دے آیا تھا جو انہوں نے اپنی چھوٹی میز کے اندر رکھا تھا۔ اس میں ایجوکیشن کالج فیصل آباد سے اعلیٰ حضرت پر دو ایم۔ایڈ کے تھیسس مکمل ہونے کا ذکر تھا۔

(۱) شیخ محمد وارث، ایم۔اے انگریزی، ایم۔اے اسلامیات، گولڈ میڈلسٹ، استاد ڈویژنل پبلک اسکول فیصل آباد، تھیسس کا عنوان:

''اصلاح معاشرہ کیلئے امام احمد رضا خان کی کاوشوں کا جائزہ''

نگران: جناب پروفیسر نذیر احمد کھوکر۔

(۲) خالدہ پروین ہیڈ مسٹریس: تھیسس کا عنوان:

''امام احمد رضا خاں کے تعلیمی نظریات''

نگران: محترمہ پروفیسر فوزیہ اکرام صاحبہ

ریاض احمد وقار القادری (ملاوی، افریقہ)

میں ''معارف رضا'' کے ذریعہ تمام مسلمانان عالم کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ عیسائی مشنری جو وقتاً فوقتاً جو گمراہ کن مواد اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف شائع کر رہی ہے اس سلسلے میں وسطی افریقہ کے ملک ملاوی میں "Claim" نامی عیسائی مشنری تنظیم نے ایک کتاب جو امریکہ سے حاصل کی گئی ہے ملک کے تعلیمی اداروں کے سکینڈری اسکول کے کورس میں شامل کی۔ اس کتاب کی منظوری وزارت تعلیم حکومت ملاوی نے دی۔

اس کتاب میں اسلام کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور حضور رحمت عالم ﷺ کی فرضی تصویر شائع کی گئی اور پیارے مصطفےٰ ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ بھی استعمال کیئے گئے۔ اس پر ملاوی کے غیور مسلمانوں نے

بھرپور احتجاج کیا اس سلسلے میں ملک کے صدر ''بخیلی ملوزی'' "Baklili Maluzi" سے بھی رابطہ کیا تو اس نے یہ معاملہ وزارت تعلیم کے حوالے کر دیا وزیر تعلیم سے جب بات کی تو اس نے ایک کمیٹی بنادی یاد رہے وزیر تعلیم عیسائی ہے، اور ملک کا صدر نام نہاد مسلمان ہے وہ کٹر وہابی ہے، وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اسلامی ممالک سے بھاری امداد لیتا ہے۔ خصوصی طور پر لبیا کے صدر قذافی سے بھاری امداد وصول کرتا ہے اور یہ سارا پیسہ وہ عیسائیوں کے گرجا بنانے پر چندے کی مد میں خرچ کرتا ہے جب ''لیمبی Limbi'' شہر کے مسلمانوں نے محسوس کیا کہ حکومت کچھ نہیں کر رہی تو انہوں نے یہ معاملہ خود حل کرنے کی ٹھانی اس سلسلے میں برادر محمد شفیق گیگا قادری رضوی نے ہماری رہنمائی کی Claim کے ذمہ داروں اور پریس والوں سے بات کی تو انہوں نے اپنی کتاب کی سب کاپیاں واپس لے لیں اور جمعہ 31/8/2001 کے اخبار کی اشاعت میں تمام مسلمانوں سے معافی طلب کی اور آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنے کی ضمانت دی اور اپنی نئی کتاب میں اسلام کے متعلق مضمون جو ہمارے ساتھیوں نے لکھ کر دیا تھا اس کو نئی کتاب میں شامل اشاعت کیا۔ ایک ہفتہ کے اندر وہ نئی کتاب چھپ گئی۔

لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ابھی تک حکومت ملاوی نے اس بات کا کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اگر عالم اسلام نے وزارت تعلیم پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا تو وزارت تعلیم آئندہ کسی اور تنظیم کو بھی ایسا لٹریچر شائع کرنے کی اجازت دے دے گی۔ آپ سے التماس ہے کہ مسلمانان ملاوی آپ کے تعاون کے طلبگار ہیں۔ آپ اخبارات ورسائل کے ذریعے حکومت کو مطلع کریں خصوصی طور سے حکومت پاکستان اور حکومت لبیا کو کہ سرکاری سطح پر کوئی ایکشن لیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی جرأت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے رسول ﷺ کا وفادار رکھے اور ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جان کو قربان کرنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

حافظ شاھد احمد (فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ)

ادارہ کی کتب سے مستفید ہو رہا ہوں۔ دوست احباب بھی شوق سے مطالعہ کر رہے ہیں میں مطالعہ تو نہیں کر سکتا البتہ گیارہویں شریف کی تقدیر کیلئے مدعو تھا کیا مناسب سمجھا کہ ''غوث اعظم دستگیر'' کتاب مطالعہ کروں، مطالعہ کیا اور تقریر شروع ہوئی تو سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازیں آرہی تھیں میں سمجھا کہ کمال کتاب واقبال دونوں کا ہے اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے افغانستان کے متعلق کہا تھا، اس بات پر میں بہت خوش ہوں بلکہ اہل سنت و الجماعت کیلئے ایک نیا پیغام ملے گا یہ نیک شگون ہے۔ کراچی سے واپسی پر ایک علامہ صاحب (افغانی) سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا افغانستان میں کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ افغانیوں سے لکھوائیں۔ علامہ صاحب پیر طریقت بھی ہے اور سخت سنی بھی جبکہ افغانستان کے ''خفیہ جاسوس ایجنسی'' کا امیر بھی ہے۔ میں نے عید میلاد النبی ﷺ کے متعلق رسالے کا کہا تو انہوں نے کہا کہ اس سال صرف کابل صوبہ میں ۲۴ ربیل امیر المؤمنین نے اپنے ہاتھوں سے ذبح کیئے اس طرح ہرولا نیا (صوبہ) میں اور دو دن سرکاری چھٹی تھی، فرمایا، عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ گوشت اور خوشی اسی سال میلاد النبی شریف میں تھی۔ کہا یہ روئداد کچھ رسائل بھی لکھوں گا اور ''یارسول اللہ'' کے متعلق بھی کچھ لکھوں گا۔ ان شاء اللہ اگر یہ سلسلہ میں چلا تو ہمارے کام کی رفتار تیز تر ہوگا۔ ان شاء اللہ

نعمان اعظمی (قاھرہ، مصر)

قبل ازیں ایک عریضہ آپ کی خدمت میں حاضر کرنے کا شرف حاصل کر چکا، امید کہ نظر نواز ہوا ہوا حقر سمیت ہم چند سنی ھندی طلبہ قاھرہ میں، آپ کی دست بوسی سے مشرف ہو چکے ہیں۔ الحمد اللہ، انہیں سنی ھندی، ازہری طلبہ کی محدود کوشش اور تگ ودو کے نتیجہ میں یہ ایک چھوٹا مگر مفید کام ہوا کہ سیدی امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے چند رسائل کا عربی ترجمہ ہوکر قاھرہ سے چھپا اور ان شاء اللہ آگے مستقبل میں اس قسم کے کچھ عزم ہیں اللہ کرے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔ کتاب کا دو نسخہ معرفت ڈاکٹر حازم صاحب حاضر خدمت ہے اور گزارش ہے کہ اپنے مؤقر ماہنامہ ''معارف رضا'' میں تأثر و تبصرہ شائع فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

ڈاکٹر محمد امجد رضا خاں (پٹنہ، انڈیا)

آپ کی ذرہ نوازی سے معارف رضا کے شمارے موصول ہو رہے ہیں کل جون کا شمارہ بھی دستیاب ہوا اور ایک ہی نشست میں سارا رسالہ پڑھ گیا، لطف ہی لطف آیا کہ دوسرے سب کام کی طرف توجہ مبذول ہوئی ہی نہیں۔ فاضل بریلوی اور علماء مکہ اور حضرت وجاہت رسول کا سفر نامہ بہت معلوماتی اور عالمی طور پر اعلیٰ حضرت کے علمی اثرات کی نشاندہی کرتا ہے اسے الگ سے کتابی صورت میں شائع ہونا چاہیے۔ پٹنہ میں منعقد ہونے والے امام احمد رضا سمینار کی تاریخ طے ہوگئی ان شاء اللہ ۴، ۵، نومبر ۲۰۰۱ء کو یہ سمینار منعقد ہوگا جتنے مقالات اب تک دستیاب ہوئے ہیں اس سے سمینار ہو جائے گا جبکہ ابھی بہت سارے اہم مقالات موصول ہونے باقی ہیں جو یقینی طور پر موصول ہوں گے۔

شب معراج سے منسوب غلط روایات

اقبال احمد اختر القادری

روز قیامت ہر مسلمان کی قبر پر براق آئے گا۔؟

شیخ الاسلام شیخ عبدالمصطفیٰ امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے، یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کتاب ''معارج النبوۃ'' سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں، کتاب ''معارج النبوۃ'' کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہل سنت معتبر محقق تھے یا نہیں---؟

اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالمصطفیٰ امام احمد رضا حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ---روز قیامت ہر مسلمان کی قبر پر براق آنے والی روایت بے اصل ہے اور کتاب ''معارج النبوۃ'' کے مصنف سنی واعظ تھے کتاب میں رطب یا بس سب کچھ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔(۱)

عرش الٰہی پر نعلین حضور---؟

آج کل اکثر واعظین اپنے خطاب میں بڑے اطمینان سے یہ روایت بیان کرتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ شب معراج عرش الٰہی پر نعلین شریف سمیت تشریف لے گئے، جب حضرت شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے یہ دریافت کیا گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا شب معراج عرش الٰہی پر نعلین مبارک کے ساتھ تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا---یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

دیدار الٰہی معراج میں یا خواب میں؟

بعض کم علم یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج جسمانی نہیں ہوئی بلکہ یہ تو ایک خواب تھا، جب حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں دیدار کیا یا کہ ظاہری آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف نصیب ہوا، تو شیخ الاسلام امام احمد رضا نے فرمایا کہ سرور عالم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ عزوجل نے عرش، جنت اور لامکاں کی بلندیوں پر عروج کے علاوہ اپنے دیدار پر انوار سے بھی نوازا جو آپ ہی کا خاص حصہ ہے اس موضوع پر اگر ائمہ متاخرین کے الگ الگ اقوال نقل کیئے جائیں تو ایک طویل دفتر درکار ہے کہ وہ حد شمار سے خارج ہیں، سرور عالم ﷺ نے معراج کی شب بیداری کے عالم میں اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار فرمایا(۳)---واللہ تعالیٰ اعلم

حوالاجات

(۱) احکام شریعت، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۱۶۳
(۲) ایضاً، ص ۱۶۴
(۳) منبہ المنیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

کتبِ نو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں (سید محمد خالد قادری)

''تجلیات امام ربانی''

تحریر......پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

صفحات......32 ہدیہ......=/20 روپیہ

ناشر......ادارہ مظہر اسلام نئی آبادی مجاہد آباد مغل پورہ، لاہور

''اہل محبت اور علامہ اقبال''

تحریر......پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

صفحات......24 ہدیہ......=/10 روپیہ

ناشر......ادارہ مظہر اسلام نئی آبادی مجاہد آباد مغل پورہ، لاہور

''سونا جنگل''

تحریر......ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

صفحات......16 ہدیہ......=/10 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی، مسجد رضا محبوب روڈ چاہ میراں، لاہور

''ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر''

باہتمام......نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا سبحان رضا خان

صفحات......360 ہدیہ......=/100 روپیہ انڈین

پتہ......84 محلہ سوداگران، بریلی شریف (یو۔ پی) انڈیا

(نوٹ: مبلغ =/300 روپیہ کا منی آرڈر کر کے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے فوٹو کاپی حاصل کی جا سکتی ہے)

''صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام، بریلی''

(معارف رضا کا خصوصی شمارہ)

صفحات......320 آفسٹ پیپر، آرٹ کارڈ سرورق

ہدیہ......=/130 روپیہ (بیرون ممالک =/4 ڈالر)

ناشر......ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، پاکستان

۲۵ رجاپان مینشن رضا چوک ریگل صدر کراچی، پاکستان

''امام احمد رضا ایک ہمہ جہت سائنسدان''

از......ڈاکٹر عبد القدیر خان

صفحات......16 ہدیہ......=/6 روپیہ

ناشر......مجلس رضا بیرون رشید شاہ گیٹ پرانی غلہ منڈی، شجاع آباد، ملتان

''ریاض الاسلام''

مرتبہ......صاحبزادہ واحد رضوی

صفحات......64 ہدیہ......=/10 روپیہ

ناشر......مکتبہ غوثیہ، فیض آباد شریف محمد نگر ضلع اٹک

''فضائل و برکات سورۃ الفاتحہ''

ترتیب......علامہ محمد شہزاد مجددی

صفحات......24 ہدیہ......دعائے خیر

ناشر......سنی لٹریری سوسائیٹی، ۴۹، ریلوے روڈ، لاہور

"AZHARUL FATAWA" II

By......Mufti Akhtar Raza Khan Azhari

P........32 Offset Paper

Pub....Habibi Darul Ifta

9-Dagwood place, mobeni Heights, 4092,
Durban, S.AFRICA

''ہندو حکمرانی کا ہولناک انجام'' (۱۹۳۶............۱۹۳۹)

تالیف......مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی

صفحات......88 ہدیہ......=/25 روپیہ

ناشر......ادارۂ پاکستان شناسی، 2/26، سوڈھیوال کالونی، ملتان روڈ، لاہور